عالم سنیت کو عرس خواجہ اور عرس نوری (مارہرہ شریف) مبارک ہو!
ماھنامہ
اعلیٰ حضرت
بریلی شریف
(سرکار نوری میاں)
آپ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے مرشد اجازت تھے اور اعلیٰ حضرت کے لیے عقیدت کا سب سے بڑا مرکز۔ سرکار نور نے اعلیٰ حضرت کو خلافت و اجازت سلسلۂ برکاتیہ میں عنایت فرمائی، آپ نے اعلیٰ حضرت کو علم جفر کی تعلیم بھی عطا فرمائی۔ ''چشم و چراغ خاندان برکات'' جیسا نادر و نایاب لقب بھی اعلیٰ حضرت کو سرکار نور نے عطا فرمایا۔
(ڈاکٹر احمد مجتبیٰ صدیقی)
ماہنامہ اعلیٰ حضرت
مدیر اعلیٰ
(مولانا) محمد سبحان رضا خاں "سبحانی میاں"
رجب المرجب ۱۴۳۸ھ
مئی ۲۰۱۷ء

آئینۂ منظر اسلام

وہ منظر اسلام جسے سرکار اعلیٰ حضرت نے ایک آل رسول کی فرمائش پر ۱۳۲۲ / ۱۹۰۴ء میں شہرستان عشق ومحبت بریلی شریف کی سرزمین پر قائم فرمایا۔

وہ منظر اسلام جس کی بے مثال تعمیر وترقی اور عظمت و رفعت حضور حجۃ الاسلام کی ارفع و اعلیٰ انتظامی صلاحیتوں کا ایک خوبصورت استعارہ ہے۔

وہ منظر اسلام جس کے گلشن علم وحکمت کی لازوال تروتازگی وشادابی میں سرکار مفتی اعظم ہند کا علمی وروحانی تصرف ہمہ وقت کارفرما ہے۔

وہ منظر اسلام جس کی رعنائیاں اور تابانیاں سرکار مفسر اعظم ہند کے بے مثال ایثار وقربانی اور خلوص کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

وہ منظر اسلام جس کی عالمی شہرت اور مرکزی حیثیت حضرت ریحان ملت کی قائدانہ صلاحیتوں کا ایک روشن ومنور نمونہ ہے۔

وہ منظر اسلام کہ شاہ راہ ترقی پر جس کی تیز گامی میرے والد محترم حضور صاحب سجادہ کی پرعزم، مستحکم اور مخلصانہ قیادت ونظامت کی درخشاں ودیدہ زیب تصویر ہے۔

وہ منظر اسلام جو ماضی قریب کے اکثر اکابر اہل سنت کا قبلۂ علوم وحکمت ہے۔

وہ منظر اسلام جس نے قوم وملت کو ''تحریک تحفظ ناموس رسالت'' اور '' تحریک تحفظ عظمت اولیا '' کے بے شمار جانباز سپاہی عطا فرمائے۔

وہ منظر اسلام جو دینی وعصری علوم وفنون کے ساتھ اسلامی افکار ونظریات کی ترسیل وتبلیغ، عقائد اہل سنت کی ترویج و اشاعت اور مسلک اعلیٰ حضرت کے عروج وارتقا کے لئے شب وروز سرگرم عمل ہے۔

وہ منظر اسلام جس کے فارغین کی ایک عظیم جماعت عالم سنیت کے خطہ خطہ میں مذہب ومسلک کی بے لوث خدمت کرنے میں مصروف کار ہے۔

وہ منظر اسلام جو اپنے تابناک ماضی کی ضیا بار کرنوں کی روشنی میں اپنے روشن ومنور مستقبل کے خطوط متعین کرکے اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہے۔

ہاں! یہی منظر اسلام آج آپ کے جذبۂ ایثار وتعاون کو آواز دے رہا ہے۔ آئیے! اور اس کے عروج وارتقا کے لئے دل کھول کر حصہ لیجئے تاکہ اعلیٰ حضرت کے اس عظیم ادارے کا یہ علمی وروحانی قافلہ یوں ہی اپنے سفر کی منزلیں طے کرتا رہے۔

فقیر قادری محمد احسن رضا

سجادہ نشین درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف

فہرست

ہر ماہ انٹرنیٹ پر ماہنامہ اعلیٰ حضرت پڑھنے کے لیے کلک کریں ہماری اس ویب سائٹ پر۔

Website:-www.aalahazrat.in, E-mail:-subhanimian@yahoo.co.in

E-mail:-mahanamaalahazrat@gmail.com,saleembly@gmail.com

یوپی میں اب یوگی راج

اداریہ:-مفتی محمد سلیم بریلوی، مدیر اعزازی ماہنامہ اعلیٰ حضرت، استاذ جامعہ رضویہ منظر اسلام، بریلی شریف

۵؍ریاستوں کے صوبائی انتخابات کے نتائج سامنے آچکے ہیں۔پنجاب میں کانگریس پارٹی کی حکومت کیپٹن امریندر سنگھ کی سربراہی میں بنائی جاچکی ہے۔اتر پردیش، اتراکھنڈ، گوا اور منی پور میں بھارتیہ جنتا پارٹی برسرِ اقتدار آگئی ہے۔ان پانچوں ریاستوں میں سب سے زیادہ حیران کن اور چونکا دینے والے نتائج اتر پردیش کے رہے ہیں۔یوپی میں بی جے پی کی شاندار فتح نے ساری سیاسی جماعتوں کے پیر اکھاڑ دیئے،اُن کی صفوں میں اُتھل پتھل پیدا کر دی۔۴۰۳؍نشستوں میں سے ۳۲۵؍پر بی جے پی نے حیرت انگیز کامیابی حاصل کرنے کے ساتھ ہندوستان کی سب سے بڑی ریاست اتر پردیش کی حکومت کا تاج کٹّر ہندوافکار ونظریات رکھنے والے سادھو''یوگی آدتیہ ناتھ'' کے سر پر رکھ دیا اورانہیں یوپی کے بتیسویں وزیر اعلیٰ کا حلف دلا دیا گیا۔۱۴؍سالوں کے ایک طویل ''بنواس'' کے بعد ملک کی اس بڑی ریاست کے اقتدار پر قابض ہونے کے بعد بی جے پی کے ممبران وعہدیداران کے ساتھ زعفرانی ذہنیت رکھنے والے کٹّر ہندوؤں کے حوصلے بہت بلند ہیں۔اس طرح کے لوگ اس وقت جامے سے باہر نظر آرہے ہیں۔دوسری طرف مسلمانوں کے اندر اضطراب وبے چینی،خوف وہراس اور سراسیمگی کی کیفیت پائی جارہی ہے۔اپنے آپ کو سیکولر کہلائی جانے والی سیاسی جماعتیں اتر پردیش میں اپنے مستقبل کے تعلق سے فکر مند نظر آرہی ہیں۔آنے والے وقت میں اس بڑی ریاست میں اپنے وجود کو منوانے اور قائم رکھنے کی فکر میں یہ سیاسی جماعتیں مبتلا دکھائی دے رہی ہیں۔

بی جے پی کی کمان جب سے وزیر اعظم نریندر مودی اور بھاریہ جنتا پارٹی کے قومی صدر امت شاہ کے ہاتھوں میں آئی ہے تب سے ہندوستانی سیاست کا دھارا بہت تیزی سے تبدیل ہوا ہے۔ہندوستان کی تاریخ سیاسیات میں حیرت انگیز طور پر تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں۔ہندوستان کے تختِ حکومت پر قبضہ کرنے کا آر•ایس•ایس• کا برسوں پرانا خواب شرمندۂ تعبیر ہوا ہے۔ہندوستان پر آر•ایس•ایس،بی جے پی اور زعفرانی ذہنیت رکھنے والے افراد نے اپنی گرفت مضبوط کر لی ہے۔یوگی آدتیہ ناتھ جیسے کٹّر ہندوتوا شبیہ رکھنے والے لیڈر کو یوپی کا وزیر اعلیٰ بنا کر ۲۰۱۹ء میں ملک کے اسمبلی انتخابات میں اتر پردیش کی طرز پر زبردست کامیابی حاصل کرنے کے لیے انہوں نے اپنے طرزِ عمل کو ابھی سے واضح کر دیا ہے۔

یوگی آدتیہ ناتھ کن افکار ونظریات اور کس طرح کی ذہنیت رکھنے والے لیڈر کا نام ہے یہ شاید کسی بھی اہل دانش پر مخفی نہیں۔ ۱۹۹۸ء میں ۲۶؍سال کی عمر میں سب سے پہلے یہ اسمبلی ممبر بنے۔ گورکھپور کے مشہور مندر الکھناتھ کے یہ مہنت اور سربراہ ہیں۔ اتراکھنڈ کے گڑھوال ضلع میں اگر چہ ان کا جنم ہوا اور گڑھوال یونیورسٹی سے انہوں نے ایم ایس سی کی ڈگری حاصل کی۔مگر ایک سادھو کا روپ انہوں نے اُس وقت دھارن کیا جب الکھناتھ مندر کے سابق مہنت اور ممبر اسمبلی اویدھیہ ناتھ کے زیر سایہ آئے۔بابا اویدھیہ ناتھ

ہندو مہاسبھا کے واحد اسمبلی ممبر تھے۔کٹر زعفرانی ذہنیت کے حامل تھے اور انہیں کے زیر سایہ انہوں نے اپنی مذہبی اور سیاسی شناخت پیدا کی۔یوگی آدتیہ ناتھ نے جب سے میدانِ سیاست میں قدم رکھا تب ہی سے وہ مسلم مخالف اپنے متنازعہ بیانات کے لئے مشہور ہیں۔مسلم دشمنی کے اظہار پر مشتمل اُن کے متنازعہ بیانات کسی سے چھپے ہوئے نہیں بلکہ پرنٹ میڈیا میں چھپے ہوئے موجود ہیں۔اُن کے انہیں بیانات نے زعفرانی ذہنیت کے حامل ہندوستانی ہندوؤں کے درمیان اُنہیں ہیرو بنا دیا۔بہت جلد انہوں نے ایک کٹر وادی ہندو لیڈر کی صورت میں اپنی شناخت قائم کر لی۔کئی فسادات کے الزامات اُن کے سَر پر لگے ہوئے ہیں۔آئی پی سی کی سنگین دفعات کے تحت متعدد کیس اُن کے خلاف درج ہیں۔لو جہاد، گوکشی، رام مندر اور گھر واپسی جیسے ایشوز اٹھانے والے افراد میں وہ سرِ فہرست نظر آتے ہیں۔اُن کے شعلہ بار اور مسلمانوں کے خلاف زہر آلود بیانات میں سے چند مثالیں یہ ہیں کہ ''جہاں بھی مسلمانوں کی تعداد ۱۰ ارفیصد سے زائد ہوتی ہے وہاں فسادات ہوتے ہیں جبکہ جہاں ان کی تعداد ۳۵ فیصد سے زائد ہوتی ہے وہاں غیر مسلموں کے لیے جگہ نہیں ہوتی''۔''ہمارے لیے ہندوؤں کی نقل مکانی ایک اہم مسئلہ ہے''۔''بی جے پی مغربی اتر پردیش کو دوسرا کشمیر نہیں بننے دیگی''۔''یوگ کو رشیوں نے آگے بڑھایا۔ہندوستان میں مہادیو کا واس ہے۔جنہیں یوگ سے کوئی پریشانی ہے وہ ہندوستان چھوڑ کر جا سکتے ہیں''۔''جنہیں سوریہ کو نمسکار کرنے میں پریشانی ہے انہیں سمندر میں ڈوب جانا چاہیئے''۔

اتر پردیش جیسی بڑی ریاست کے وزیر اعلیٰ کے یہی وہ بیانات ہیں جنہوں نے ہندوستانی ہندوؤں کو مسلمانوں کے خلاف مشتعل کر ڈالا۔انہیں بیانات کی بنیاد پر یوگی آدتیہ ناتھ ہندوؤں کے مسیحا بن کر سامنے آئے۔اب ایسے میں یوگی آدتیہ ناتھ جیسے کٹر وادی ہندو لیڈر کو اتر پردیش کی زمام حکومت تھما دینے کے پیچھے کیا مقصد ہے؟ یہ کسی پر بھی مخفی نہیں۔سب جانتے ہیں کہ بی جے پی کے اقتدار تک جانے کا راستہ ہی مسلم دشمنی کی وادی سے ہو کر گزرتا ہے۔اقتدار اور جاہ و منصب کی چاہ رکھنے والے جب ایک مجرب اور کامیاب حربے سے اپنا مقصود حاصل کر چکے ہوں تو ظاہری بات ہے کہ انہیں وسیع اور طویل مدت تک اقتدار پر قابض رہنے کے لیے کسی نئے تجربے کی ضرورت نہیں بلکہ وہ اُسی حربے کو ہی اور زیادہ شد و مد کے ساتھ استعمال کریں گے کہ جس کے ذریعہ وہ اقتدار کی کرسی تک پہونچتے ہیں۔یوگی آدتیہ ناتھ کو وزیر اعلیٰ کی صورت میں یوپی جیسی بڑی ریاست کے اقتدار کی کرسی پر بیٹھانے کے پیچھے بھاجپا کا سب سے اہم مقصد یوپی کی اسمبلی نشستوں کو حاصل کر کے دہلی کی کرسی اقتدار پر اپنا قبضہ بنائے رکھنا ہے۔کوئی حیرت کی بات نہیں کہ وہ اپنے مقصد میں ۲۰۱۹ء کے اسمبلی انتخابات میں کامیاب بھی ہو جائے۔

بھاجپا کو اقتدار سے روکنا اب کسی بھی پارٹی کے بس کی بات نہیں۔سیکولر کہی جانے والی سیاسی جماعتوں کی جو بے ڈھنگی چال اس وقت نظر آ رہی ہے۔اسے دیکھ کر تو یہی لگتا ہے کہ اب ہندوستانی اقتدار سے بھاجپا کا قبضہ ہٹانا بہت مشکل کام ہے۔بھاجپا کی بنیاد ہی مسلم دشمنی پر رکھی گئی ہے۔ایسے میں اُس سے خیر کی امید رکھنا کاغذ کے پھول سے خوشبو حاصل کرنے کے مترادف ہے۔ظاہری بات ہے کہ جس پارٹی نے رائے دہندگان کے ووٹ ہی مسلم دشمنی کے نام پر لیے ہوں وہ مسلمانوں کا بھلا کرنے کے بارے میں سوچ بھی کیسے سکتی ہے۔ہندوستانی مسلمانوں کو عام طور پر سیکولر کہی جانے والی

پارٹیوں نے ہمیشہ جب یہی خوف دلایا کہ ہمیں ووٹ دو! ورنہ بی جے پی برسرِ اقتدار آجائے گی۔جس کی بنیاد پر عام طور پر ہندوستانی مسلمانوں نے کبھی بھاجپا کی طرف رُخ کرنا تو دُور سوچنا تک گوارا نہ کیا وہ بھلا بھاجپا کو ووٹ کیسے دے سکتے ہیں۔جب مسلمانوں نے اُسے نہ کبھی اپنی پارٹی مانا،نہ اُسے کبھی اپنا ووٹ دیا نہ ہی اُسے اقتدار کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھنا گوارا کیا بلکہ ہندوستانی مسلمانوں نے عموماً سیکولر کہی جانے والی کسی بھی جماعت کو جب بھی ووٹ دیا تو یہی ذہن میں رکھ کر ووٹ دیا کہ بھاجپا کو اقتدار سے روکنا ہے۔ مسلمانوں کی بھاجپا کے تعلق سے یہ سوچ ایسا نہیں ہے کہ بھاجپائی قیادت سے مخفی ہو۔جس قوم کی سوچ وفکر بھاجپا کے تعلق سے اس طرح کی رہی ہو تو وہ جماعت برسرِ اقتدار آنے کے بعد اس قوم کی فلاح و بہبود کے کام کیونکر کرسکتی ہے۔یہی وجہ ہے کہ یوگی آدتیہ ناتھ کے وزیر اعلیٰ کی صورت میں حلف برداری کے بعد ہی سے ریاست اتر پردیش کے مختلف خطوں سے تصادم،تشدد اور امن وامان کو درپیش خطرات پر مشتمل بی جے پی سے منسلک سخت گیر عناصر کی مجرمانہ کرتوتوں کی خبریں موصول ہونا شروع ہوگئیں۔جگہ جگہ فسادات کی نوبت آ گئی۔مسلم علاقوں میں فتح کے جلوس نکال کر مشتعل کرنے والے نعروں کا لگانا،داڑھی ٹوپی والوں کو دیکھ کر جلوس میں شامل افراد کا تالیاں پیٹ کر منھ چڑھانا،مسلمانوں کے مذہبی مقامات کے سامنے سے اِن جلوسوں کا آتش بازی کرتے ہوئے گزرنا،ہتک آمیز اور توہین آمیز جملے اور فقرے اچھالنا،یہ سب وہ اشتعال انگیز افعال اور کرتوت ہیں کہ اگر ایسے موقعوں پر مسلمانوں نے صبر وتحمل کا مظاہرہ نہ کیا ہوتا تو اب تک اس کا نتیجہ ہلاکت خیز اور خطرناک فسادات کی صورت میں نظر آتا۔اتر پردیش میں بھاجپا کے برسرِ اقتدار آنے اور یوپی کے وزیر اعلیٰ کی صورت میں یوگی آدتیہ ناتھ جیسے سخت گیر کٹر ہندووادی لیڈر کے زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لینے کے بعد ہی سے بھاجپائی عناصر نے پوری ریاست میں خوف ودہشت کا ماحول پیدا کرنا شروع کر دیا ہے۔اُن کی اِن مذموم حرکتوں سے صرف مسلمان ہی پریشان نہیں بلکہ پولیس،انتظامیہ بھی سخت مشکلات سے دوچار ہے۔اِن اشتعال انگریز واقعات کو دیکھ کر تو یہی لگ رہا تھا کہ ریاست کے بہت سے خطوں میں اب فساد ہوا کہ تب فساد ہوا۔مشتعل کرنے والی اِن حرکات کے باوجود اگر کہیں سے کسی بڑے فساد کی اطلاع نہ آئی تو اُس کی وجہ یہ نہیں کہ بھاجپائی عناصر ضلع انتظامیہ یا صوبائی حکومت نے فساد ہونے سے روک لیا۔بلکہ اُن کی غنڈہ گردی اور توہین آمیز حرکات قبیحہ کے باوجود کہیں تصادم کے نہ ہونے کے پیچھے راز یہ ہے کہ مسلمانوں نے اس موقع پر انتہائی صبر و ضبط کا مظاہرہ کیا۔بے مثال قوت برداشت اور تحمل وبُردبّاری کا ثبوت پیش کیا اور تلخ حقیقت تو یہ ہے کہ صبر کرنے کے علاوہ مسلمانوں کے سامنے اب کوئی اور چارۂ کار بھی نہیں۔کمزور افراد کے سامنے سوائے برداشت اور صبر و ضبط کے کوئی اور راہ ہوتی بھی نہیں ہے۔مسلمانوں کی بھلائی بھی اسی میں ہے کہ وہ اس وقت اُسی صبر کا مظاہرہ کریں جو اسلام کے ابتدائی زمانے میں مکّی مسلمانوں نے کیا تھا۔صبر وضبط کے ساتھ اپنی مذہبی،ملّی،علمی،مسلکی اور معاشی اور سیاسی حالت کو سُدھارنے کی طرف توجہ دیں۔اپنا اور اپنی زندگی کا محاسبہ کریں،ایک دوسرے کو موردِ الزام ٹھہرانے کے بجائے اپنے افعال واعمال کی اصلاح کریں اور یقین رکھیں کہ ہمارے اوپر جو بھی مصائب و آلام آتے ہیں وہ ہمارے اعمال کا ہی نتیجہ ہوتے ہیں۔قرآن کریم میں ارشاد فرمایا گیا:ما اصابکم من مصیبة

فبما کسبت ایدیکم۔اس آیت کریمہ کا مفہوم بھی یہی ہے کہ جو کچھ مصیبت تمہیں پہنچتی ہے۔وہ تمہارے اعمال ہی کے سبب۔

آج بلا شبہ ہندوستانی مسلمان اور خاص کر اتر پردیش کے مسلمان سخت آزمائش کے دور سے گزر رہے ہیں۔حلف برداری کے بعد اتر پردیش کے وزیر اعلیٰ یوگی آدتیہ ناتھ نے جس طرح کے فیصلے صادر کرنے اور اعلانات کرنا شروع کیے ہیں۔اُس سے مسلمانوں کے درمیان مزید خوف و ہراس کی فضا قائم ہوئی ہے۔ابھی حکومت بنے چار دن بھی نہیں ہوئے ریاست اتر پردیش کے پچاسیوں خطوں میں مذبح بن کر دیئے گئے۔ریاست کے کئی خطے ایسے ہیں کہ جن میں اِس وقت تقریباً چار پانچ روز سے گوشت کی خرید و فروخت مکمل طور پر بند ہے۔بھینس کے گوشت اور مذبح پر پابندی سے اس وقت مسلمان زیادہ پریشان ہیں۔اب انہیں یہ تشویش لاحق ہونے لگی ہے کہ آئندہ پانچ سالوں تک اتر پردیش میں مسلمانوں کا مستقبل کیا ہوگا ؟ انہیں مذہبی ،سیاسی ،معاشی اور سماجی و تعلیمی میدان میں کن خطرات اور کن نقصانات کا سامنا کرنا ہوگا ؟ بھاجپا کے مزاج شناس ماہرین کا اندازہ تو یہ ہے کہ مویشیوں کے گوشت کی خرید و فروخت اور اُن کو ذبح کرنے کی جگھوں پر پابندی کے بعد اگلا نشانہ مائک پر دی جانے والی اذانیں بنیں گی۔اِس کے ساتھ ہی مسلم علاقوں میں دیر رات تک چلنے والے مذہبی جلسوں پر بھی پابندی عائد کی جائے گی۔اسی کے ساتھ ایودھیا میں بابری مسجد کی جگہ رام مندر کی تعمیر کے لیے زمین ہموار کی جائے گی۔ماہرین کا خیال یہ ہے کہ اب یو پی میں ایسی پالیسیاں بنائی جائیں گی کہ جس سے مستقبل بعید میں مسلمانوں کی حالت اور بھی بد سے بدتر ہوتی چلی جائے گی۔

اس وقت ظاہری طور پر جو سیاسی تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں۔اُن کو دیکھ کر تو یہی لگتا ہے کہ ہندوستانی مسلمان اس وقت زندگی کے ہر شعبے میں حاشیہ پر پہونچ چکے ہیں۔پارلیمنٹ میں اُن کی تعداد تو ویسے بھی نہ کے برابر تھی مگر اب تو اتر پردیش جیسی بڑی ریاست میں مسلمانوں کی نمائندگی کرنے والوں کی تعداد بھی سمٹ سمٹا کر تاریخ اتر پردیش کی سب سے نچلی سطح یعنی ۲۳ ؍ پر پہنچ چکی ہے۔۲۰۱۹ء کے لیے اگر سیکولر کہی جانے والی سیاسی جماعتوں نے لام بندی نہ کی اور کوئی اثر انگیز اور نتیجہ خیز لائحۂ عمل تیار نہ کیا تو وہ دن دور نہیں کہ جب ایک ایک کر کے ہندوستان کی ساری ریاستوں سے غیر بھاجپائی جماعتوں کا صفایا ہو جائے۔مسلمانوں کو بھی بہت دانشمندی کا ثبوت دیتے ہوئے ہر ایشو پر منفی سوچ کا اظہار نہیں کرنا چاہیئے ۔ہندوستانی مسلمانوں کی نبض فرقہ پرست جماعتیں اچھی طرح سمجھ چکی ہیں کہ جب چاہو ان سے مظاہرے کروالو اور جب چاہو ان سے مخالف بیانات دلوا لو۔یاد رکھئے کہ کھلّم کھلاّ برسرِ عام جتنی آپ بھاجپا کی مخالفت کریں گے ہندوستان کا ہندو اتنا ہی متحد ہوگا۔ہم نے اپنی ناسمجھی اور غیر دانشمندانہ اقدامات کے ذریعہ سیکولر ذہن رکھنے والے ہندوؤں کو بھی بھاجپا کی جھولی میں ڈال دیا۔’’بھیڑیا آیا، بھیڑیا آیا‘‘ کے طرزِ عمل نے آخر کار زبردست انداز میں بھاجپا کو ہندوستانی اقتدار سونپ دیا۔ہمارے بےنتیجہ شور وشغف اور بےثمر اظہار خیالات اور مظاہروں نے ہندوؤں کے دل میں بھاجپا کے تئیں جذبۂ ہمدردی پیدا کر دیا۔جس کا نتیجہ پانچ ریاستوں کے اسمبلی انتخابات خاص کر اتر پردیش کے نتائج کی صورت میں سامنے آیا ہے۔اس دفعہ صوبائی انتخابات میں نہ کوئی دلت رہا اور نہ کوئی یادو بلکہ ہر ایک نے ہندو بن کر ووٹ دیا ہے۔بہر حال اب ’’اوکھلی میں سر دے ہی دیا تو موسل سے کیا ڈرنا‘‘۔اللہ رب العزت ہی مسلمانوں کا حامی و ناصر ہے۔وہی ہماری حفاظت کرنے والا ہے اور وہی ہمیں عزت و آبرو بخشنے والا ہے۔

ترجمہ: مجدد اعظم اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ

باب التفسیر

تفسیر: صدر الافاضل حضرت علامہ محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی علیہ الرحمہ

پیش کش: مولانا ابرارالحق رحمانی مدھوبنی

ترجمہ: — اور اگر تم ایک بی بی کے بدلے دوسری بدلنا چاہو۵۶ اور اسے ڈھیروں مال دے چکے ہو۵۷ تو اس میں سے کچھ واپس نہ لو۵۸ کیا اسے واپس لوگے جھوٹ باندھ کر اور کھلے گناہ سے۵۹ اور کیوں کر اسے واپس لوگے حالانکہ تم میں ایک دوسرے کے سامنے بے پردہ ہولیا اور وہ تم سے گاڑھا عہد لے چکیں۶۰ اور باپ کی منکوحہ سے نکاح نہ کرو۶۱ مگر جو گزرا وہ بے شک بے حیائی۶۲ اور غضب کا کام ہے اور بہت بُری راہ۶۳ حرام ہوئیں تم پر تمہاری مائیں۶۴ اور بیٹیاں۶۵ اور بہنیں اور پھوپھیاں اور خالائیں اور بھتیجیاں اور بھانجیاں۶۶

(سورۂ نساء پارہ ۴ رکوع ۱۴ - آیت ۲۰ تا ۲۲)

تفسیر: - ۵۶ یعنی ایک کو طلاق دے کر دوسری سے نکاح کرنا۔ ۵۷ اس آیت سے گراں مہر مقرر کرنے کے جواز پر دلیل لائی گئی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے برسرِ منبر فرمایا کہ عورتوں کے مہر گراں نہ کرو۔ ایک عورت نے یہ آیت پڑھ کر کہا کہ اے ابن خطاب! اللہ ہمیں دیتا ہے اور تم منع کرتے ہو۔ اس پر امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اے عمر! تجھ سے ہر شخص زیادہ سمجھدار ہے۔ جو چاہو مقرر کرو۔ سبحان اللہ! خلیفۂ رسول کی شان انصاف اور نفس شریف کی پاکی رزقنا الله تعالیٰ اتباعه۔ آمین ۵۸ کیونکہ جدائی تمہاری طرف سے ہے۔ ۵۹ یہ اہل جاہلیت کے اس فعل کا رد ہے کہ جب انہیں کوئی دوسری عورت پسند آتی تو وہ اپنی بی بی پر تہمت لگاتے تاکہ وہ اس سے پریشان ہو کر جو کچھ لے چکی ہے واپس دے دے۔ اس طریقے کو اس آیت میں منع فرمایا اور جھوٹ اور گناہ بتایا۔ ۶۰ وہ عہد اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: فامساك بمعروف او تسريح باحسان۔ مسئلہ: یہ آیت دلیل ہے اس پر کہ خلوت صحیحہ سے مہر مؤکد ہو جاتا ہے۔ ۶۱ جیسا کہ زمانۂ جاہلیت میں رواج تھا کہ اپنی ماں کے سوا باپ کے بعد اُس کی دوسری عورت کو بیٹا بیاہ لیتا تھا۶۲ کیونکہ باپ کی بی بی بمنزلہ ماں کے ہے۔ کہا گیا ہے نکاح سے وطی مراد ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ باپ کی موطوءہ یعنی جس سے اس نے صحبت کی ہو خواہ نکاح کر کے یا بطریق زنا یا وہ باندی ہو اس کا وہ مالک ہو کر ان میں سے ہر صورت میں بیٹے کا اس سے نکاح حرام ہے۔ ۶۳ اب اس کے بعد جس قدر عورتیں حرام ہیں ان کا بیان فرمایا جاتا ہے۔ اِن میں ۷ رتو نسب سے حرام ہیں۶۴ اور ہر عورت جس کی طرف باپ یا ماں کے ذریعہ سے نسب رجوع کرتا ہو یعنی دادیاں و نانیاں خواہ قریب کی ہوں یا دور کی سب مائیں ہیں اور اپنی والدہ کے حکم میں داخل ہیں۔ ۶۵ پوتیاں یا نواسیاں کسی درجے کی ہوں بیٹیوں میں داخل ہیں ۶۶ یہ سب سگی ہوں یا سوتیلی۔ اُن کے بعد اُن عورتوں کا بیان کیا جاتا ہے جو سبب سے حرام ہیں۔

☆

گلدستۂ احادیث

ترتیب وانتخاب: نبیرۂ اعلیٰ حضرت، حضرت مولانا الحاج الشاہ **محمد سبحان رضا سبحانی میاں** مدظلہ العالی
سجادہ نشین خانقاہ عالیہ قادریہ رضویہ رضا نگر ،سوداگران بریلی شریف

شیطانی وسوسوں سے وضونہیں جاتا

یہ بات تو ثابت شدہ ہے کہ شیطان ملعون انسان کا کھلا دشمن ہے۔ ایمان والوں سے تو اُسے بے پناہ نفرت و عداوت ہے۔اہل ایمان کے ایمانی کاموں سے اُسے بہت زیادہ تکلیف ہوتی ہے۔اسی لیے وہ اہل ایمان کو اُن کے نیک کاموں سے روکتا ہے۔ نیک اوراچھے کاموں سے روکنے کے لیے وہ ہرطرح کا حربہ استعمال کرتا ہے۔اسی قبیل سے ہے کہ وہ باوضوافراد کے دلوں میں یہ وسوسہ پیدا کرتا ہے کہ تمہارا وضو جاچکا۔یہی وجہ ہے کہ شریعت مطہرہ حکم دیتی ہے کہ صرف وسوسہ کی بنیاد پر وضونہیں جاتا جب تک کہ اُسے یہ یقین ہے کہ میں باوضوہوں یعنی جب تک وضوٹوٹنے پر یقین نہ ہوجائے۔ اس سلسلہ میں میرے جدامجد سیدی سرکاراعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مختلف احادیث کریمہ نقل فرما کر یہ ثابت فرمایا ہے کہ وسوسہ شیطانی سے وضونہیں ٹوٹتا چنانچہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ایک روایت یوں نقل فرمائی ہے کہ: عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: اذا جاء احدکم الشیطان فقال: انک احدثت فلیقل انک کذبت۔

یعنی حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: جب تم میں کسی کے پاس آکر شیطان وسوسہ ڈالے کہ تیرا وضو جاتا رہا تو فوراً جواب دے کہ تو جھوٹا ہے۔(اوراگر مثلاً نماز میں ہے تو دل ہی میں کہے)۔

اس حدیث کونقل فرمانے کے بعدسرکاراعلیٰ حضرت تشریح فرماتے ہوئے ارشادفرماتے ہیں کہ:

''مطلب وہی ہے کہ وسوسہ کی طرف التفات نہ کرے اور سیدھا جواب دے۔خبیث تو جھوٹا ہے۔**اول** حالت تین ہوتی ہیں:

(۱) یہ کہ عدو(دشمن) کا وسوسہ مان لیا۔اس پرعمل کیا۔یہ تو اس ملعون کی عین مراد ہے اور جب یہ ماننے لگا تو وہ کیا ایک ہی بار وسوسہ ڈال کرتھک رہے گا؟ حاشا! وہ ملعون آٹھ پہراس کی تاک میں ہے۔ جتنا جتنا یہ مانتا جائے گا وہ اس کا سلسلہ بڑھاتا جائے گا۔یہاں تک کہ نتیجہ یہ ہوگا کہ دودوپہر کامل دریامیں غوطے لگا کر بھی یہ ہی گمان ہوگا کہ سرنہ دھلا۔

(۲) یہ کہ اس کی مانے تو نہیں مگر اس کے ساتھ بحث ونزاع میں مصروف ہوجائے۔یہ بھی اس کے مقصد ناپاک کا حصول ہے کہ اس کی غرض تو یہ ہی تھی کہ یہ اپنی عبادت سے غافل ہوکر کسی دوسرے جھگڑے میں پڑجائے اور پھراس حیص بیص میں پڑکر ممکن ہے کہ خبیث غالب آئے اور صورت ثانیہ صورت اولیٰ کی طرف عود کر جائے۔والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

(۳) لہٰذا نجات اسی تیسری صورت میں ہے جو ہمارے نبی کریم حکیم،علیم رؤف رحیم علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم نے تعلیم فرمائی کہ فوراً اتنا کہہ کر الگ ہوجاؤ کہ خبیث تو جھوٹا ہے۔یعنی یہ نہیں کہ صرف اس معنیٰ کا تصور کرلیا۔کہ یہ کافی نہ ہوگا۔بلکہ دل میں جمالے کہ ملعون تو جھوٹا ہے۔یعنی پھراس کی طرف التفات اور اس سے بحث کی کیا حاجت؟ (فتاویٰ رضویہ جدید جلد ۱رص ۷۸۰)

فتاویٰ منظر اسلام

ترتیب، تخریج، تحقیق:- حضرت مولانا الحاج محمد احسن رضا قادری، سجادہ نشین درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف

بے وجہ شرعی طلاق کا مطالبہ ناجائز

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

زید اپنی بیوی کو ہرگز طلاق دینا نہیں چاہتا مگر بیوی ضد کر رہی ہے کہ میں تیرے گھر میں ہرگز نہیں رہوں گی۔ مجھے طلاق دے۔ زید کہتا ہے کہ میں تو ہرگز طلاق دینا نہیں چاہتا ہوں اور اگر تجھے یہی ضد ہے تو طلاق دونگا لیکن مہر نہیں دونگا اور ایک ہزار روپے تجھ سے لونگا تب طلاق تجھ کو دونگا۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید کا مطالبہ از روئے شریعت صحیح ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

المستفتی علی حسین، موضع ہرہر پور ضلع بریلی شریف

الجواب :- بے وجہ شرعی عورت کو طلاق مانگنا ناجائز وحرام ہے، بدکام وبدانجام ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جو عورت بلا وجہ شرعی شوہر سے طلاق مانگے وہ جنت کی خوشبو نہ سونگھے گی۔ اس شرط پر طلاق دینے میں حرج نہیں جب کہ نشوز اسی (بیوی) کی طرف سے ہو اور وہ قبول کر لے تو اسے یہ شرط لازم بھی ہوگئی۔ اور اگر اس نے قبول نہ کیا اور طلاق مثلاً یوں دی کہ ''میں نے تجھے مہر کی معافی اور ایک ہزار کے بدلے طلاق دی'' تو طلاق ہو جائے گی۔ جب (مطالبۂ) طلاق عورت کی جانب سے ہے تو طلاق کے بدلے مال لینا مکروہ نہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتّا پالنے کا حکم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

زید نے ایک کتّا پال رکھا ہے وہ کتّا زید کے ساتھ بازار جاتا ہے۔ زید اس کو نہلاتا ہے، اس کی جوں نکالتا ہے، اس کے ساتھ کھیلتا ہے، اس کے کھانے کے لیے الگ برتن رکھتا ہے۔ اب ایسی صورت میں کیا حکم ہے؟

الجواب :- کتّے کو بضرورت حفاظت پالنا جائز ہے۔ اسے باہر رکھے اور اس سے کھیلنا منع ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

معافی مانگنے پر معاف کر دینے کا حکم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

چھوٹے بھائی سے بڑے بھائی کا جھگڑا ہوا۔ چھوٹے بھائی نے بڑے بھائی کی داڑھی پکڑ لی اور زبان چلائی۔ پھر سب بھائی بندوں نے چھوٹے بھائی کو بُرا کہا۔ سب بھائی اور عزیز و اقارب کے سامنے پردھان کے مکان پر چھوٹے بھائی نے معافی مانگی اور توبہ کی لیکن بڑے بھائی نے معافی نہیں دی اس صورت میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

المستفتی رمضان خاں، موضع پدارتھ پور بریلی شریف

الجواب :- بڑے بھائی کو معاف کر دینا چاہئے تھا۔ مسلمان بھائی عذر خواہ کی تقصیر معاف نہ کرنے پر حدیث میں سخت وعید ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا جو کسی مسلمان کا عذر قبول نہ کرے وہ میرے حوض کوثر پر نہ آئے واللہ تعالیٰ اعلم۔

قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہ القوی

۸؍رمضان المبارک ۱۳۹۷ھ

دار الافتاء منظر اسلام بریلی شریف

ماہ شعبان کے فضائل ومسائل احادیث کے آئینے میں

از:-حضرت علامہ ابراہیم خوشتر علیہ الرحمہ　　پیش کش:-مولانا محمد قمر رضا منظری،خطیب وامام سنی رضوی عیدگاہ پورٹ لوئس ماریشس

ایک عالمی مبلغ کو جن خصوصیات کا حامل ہونا چاہیے وہ تمام خصوصیات حضرت علامہ ابراہیم خوشتر علیہ الرحمہ کے اندر بدرجۂ اتم موجود تھیں۔آپ نے مرکز اہل سنت جامعہ رضویہ منظر اسلام میں اپنا تعلیمی سفر مکمل کیا خیر سے آپ کو سیدنا سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دونوں بے مثال شہزادوں کی علمی وروحانی سرپرستی حاصل رہی۔آپ نے سرکار حجۃ الاسلام سے بھی اکتساب فیض کیا اور سرکار مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھی علمی وروحانی فیضان سے مالا مال ہوئے۔عالمی سطح پر آپ نے مسلک اعلیٰ حضرت کی نشر واشاعت کے جو زریں کارنامے انجام دیئے وہ رہتی دنیا تک کبھی بھی فراموش نہیں کیے جاسکتے۔جہاں آپ ایک باصلاحیت عالم،نکتہ رس مفتی،بلند نظر مفکر،دور اندیش مبلغ،اثر انگیز مقرر وخطیب اور شاعر تھے وہیں آپ ایک منجھے ہوئے کہنہ مشق مصنف،قلمکار اور مضمون نگار بھی تھے۔آپ کے مضامین ہند وپاک کے بہت سے رسائل میں شائع ہوتے تھے۔۶۰/اور۷۰/کی دہائی میں راولپنڈی پاکستان سے شائع ہونے والے ماہنامہ ''سالک''میں مستقل''معارف الحدیث''کے کالم نگار کی حیثیت سے متعدد عناوین پر برابر مضامین تحریر فرماتے رہے۔پیش نظر مضمون''مقام صدیق عتیق''کے عنوان پر ایک قیمتی تحریر ہے جسے ماہنامہ سالک،ماہ فروری و مارچ ۱۹۵۹ء صفحہ نمبر از ۳۸ تا ۳۹ سے لیا گیا ہے۔اس سال رمضان المبارک میں جب ماریشس جانا ہوا تو حضور صاحب سجادہ مدظلہ النورانی کی موجودگی میں حضرت علامہ ابراہیم خوشتر علیہ الرحمہ کی قیمتی تحریروں سے متعلق جمع وتدوین سے متعلق میں نے جانشین علامہ خوشتر حضرت مولانا محمد مسعود اظہر خوشتر صدیقی اور نبیرۂ علامہ خوشتر حضرت مولانا محمد سعد خوشتر صدیقی مدظلہما نورانی کے سامنے عرض کی کہ اگر علامہ خوشتر علیہ الرحمہ کی قیمتی تحریروں کے عکس مجھے مل جائیں تو ان کی جمع تدوین وغیرہ کا کام مرکز اہل سنت بریلی شریف سے حضور صاحب سجادہ مدظلہ النورانی کی سرپرستی میں میں انجام دے سکتا ہوں۔مذکورہ دونوں شخصیتوں نے فراخ دلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنی لائبریری میں موجود اس قیمتی مواد کے عکس دینے کو منظور کرلیا۔عزیزم مولانا محمد قمر رضا منظری نے بھی انتہائی دلچسپی کے ساتھ بہت جلد اس قیمتی مواد کی کمپوزنگ کرکے مجھے میل کر دیا۔اس سلسلہ میں علامہ ابراہیم خوشتر علیہ الرحمہ کے منجھلے شہزادے عالیجناب محترم المقام جناب محمد خوشتر صدیقی صاحب سے بھی فون پر گفتگو ہوئی انہوں نے بھی ہر طرح کے قلمی تعاون کی یقین دہانی کرائی۔اب ان شاء اللہ ہر ماہ یہ قیمتی تحریریں ہمارے قارئین کے خوان مطالعہ کی زینت بنیں گی اور بہت جلد ان تمام تحریروں کو کتابی شکل میں''مقالات خوشتر''کے نام سے شائع کیا جائے گا۔وللہ الحمد۔(محمد سلیم بریلوی)

ماہ شعبان کی فضیلت:- یوں تو ہر مہینہ کسی نہ کسی اہم اسلامی واقعہ کا مظہر ہے اور گونا گوں خصوصیات کا حامل مگر ماہ شعبان کی جو فضیلت وخصوصیت احادیث سے ثابت ہے اس سے اس ماہ کی عظمت میں چار چاند لگ جاتے ہیں۔

نگاہ نبوت میں شعبان کا اعزاز:- سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ ماہ شعبان کی فضیلت سے غافل ہیں۔

اس ماہ بندوں کے اعمال خدا کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں۔ میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ میرے اعمال اس حال میں پیش ہوں کہ میں روزہ دار ہوں۔

بحمدہ تعالیٰ حدیث مذکور و مسطور سے اس ماہ میں روزے کی فضیلت بھی ثابت ہوئی چنانچہ صدیقہ بنت صدیق حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

''میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی نہیں دیکھا کہ آپ نے سوائے رمضان کے کسی اور مہینے میں روزے رکھے ہوں اور جس کثرت کے ساتھ شعبان میں روزے رکھے کسی اور مہینے میں اتنے نہیں رکھے''۔

نیز فرماتی ہیں:

''میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے شعبان میں کثرت صوم کا سبب دریافت کیا۔ حضور نے ارشاد فرمایا۔اس ماہ میں خداوند تعالیٰ ہر اس شخص کا نام لکھتا ہے۔ جو اس سال مریگا۔ یہاں تک کہ مرد نکاح کرتا ہے۔ حج کرتا ہے اور درخت لگاتا ہے۔ حالانکہ اس کا نام مُردوں میں لکھا جاچکا ہے''۔

اس مہینہ کا ہر دن اور اس کی ہر رات افضل اور قابل قدر ہے مگر پندرہویں شب کی خصوصیت وفضیلت آپ اپنا جواب ہے۔

حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

''قرآن شریف میں فیھا یفرق کل امر حکیم سے یہی رات مراد ہے اور اسی رات میں زندوں کے نام مُردوں میں اور حاجیوں کے نام اور تمام وہ امور جو سال میں ہونے والے ہوں لکھے جاتے ہیں''۔

اللہ اکبر! مقام عبرت ہے کہ ایک آدمی کاروبارِ دنیا میں ہمہ تن مصروف ہے۔ ہوس وحرص کا یہ عالم ہے کہ کسی چیز پر دل نہیں ٹھہرتا۔ ہر صبح اک نئی خواہش کا پیغام اور ہر شام مسرت وعشرت کی دنیا میں شادکام ہوتی ہے مگر اس سرمست رنگ وبو کو کیا معلوم کہ اس کا نام مُردوں میں لکھا جاچکا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ کے نیک بندے زندگی کی ہر ساعت کو مولیٰ کی یاد میں بسر کرتے ہیں اور ان ایام کی قدر کرتے ہوئے عبادت میں ہمہ تن مصروف ہوجاتے ہیں۔

گنہگاروں کے نام رحمتِ باری کا پیغام:- طبرانی و ابن حبان معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ:

'' شعبان کی پندرہویں شب میں اللہ جل جلالہ تمام مخلوق کی طرف تجلی فرماتا ہے۔اور سب کو بخش دیتا ہے۔مگر کافر اور عداوت والےکو''۔

سبحان اللہ! حدیث بالا مژدہ ہے گنہگاروں کے لیے اور تہنیت ہے سیہ کاروں کے لئے کہ جو اس رات کے آنے سے پہلے صدق دل سے رحمت باری کی طرف توجہ کرتے ہوئے بخشش کے پھول سے اپنے دامن کو فردوس آثار کرتے ہیں۔

مسلمانان اہلسنت کیلئے ایک مستحسن طریقہ: امام اہلسنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ کو دنیائے اہلسنت میں جو مقام حاصل ہے وہ اظہر من الشمس ہے۔ بحمدہ تعالیٰ مجدد مأۃ حاضرہ نے یہ طریقہ مقرر فرمایا ہے کہ:

''۱۴؍شعبان کو رات آنے سے پہلے پہلے مسلمان آپس میں ملیں اور اپنے گناہ معاف کرائیں تاکہ مغفرت الٰہی انہیں شامل ہو۔''

اے کاش! یہاں بھی یہ طریقہ مسلمانوں میں جاری وساری ہو۔

برکات المصطفیٰ فی الہند حضرت شیخ محقق علی الاطلاق محدث عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ شب پندرہویں شعبان کے متعلق اپنی کتاب ''ماثبت بالسنۃ'' میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

''اللہ تعالیٰ کا نزول اجلال آسمان دنیا پر اخیر شب میں روز ہوتا ہے۔ مگر غروب آفتاب سے صبح تک یہ شعبان کی پندرہویں شب کے ساتھ خاص ہے''۔

مستحبات و نوافل:

(۱) اس ماہ مبارک کی پہلی شب کو دو رکعت نفل۔ ہر رکعت میں بعد فاتحہ سورہ اخلاص ۱۵ بار۔

(۲) شب اول کی سحری کے وقت دو رکعت نفل۔ ہر رکعت میں سو بار سورہ اخلاص اور رکوع وسجود میں یہ تسبیح پڑھے:

"سبوح قدو س ربنا ورب الملائكة والروح سبحان خالق النور۔ سبحان من هو قائم على كل نفس بما كسبت"۔

(۳) پہلی، دوسری، تیسری اور تیرہ، چودہ، پندرہ تاریخوں میں روزے رکھے۔

(۴) تمام شعبان مندرجہ ذیل کلمات ہزار بار پڑھے:

''لاالـه الا الله. لا نعبد الا اياه. مخلصين له الدين ولو كره المشركون''۔

(۴) اس ماہ میں کثرت سے درود شریف پڑھے۔

اس تصویر کا دوسرا رخ:

مندرجہ بالا مستحبات کی روشنی میں یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ ماہِ شعبان اور اس کی پندرہویں رات میں خصوصی طور پر عبادت وریاضت اور نوافل وغیرہ کا اہتمام کیا جائے۔ ائمۂ مساجد اور علمائے کرام کو چاہیئے کہ اس مقدس رات میں کچھ دیر مجلس ذکر کا انعقاد کریں۔ واضح ونصائح کریں۔ اس رات کی عظمت وفضیلت پر روشنی ڈالیں۔

یہ بڑا ہی ستم ہے کہ لوگ پندرہویں شب میں عبادت وریاضت کے بجائے تفریح گاہوں کی طرف نکلتے ہیں۔ ہلّڑ بازی کرتے ہیں۔ روڈوں پر نکل کر شور وشغف کرتے ہیں۔ آتش بازی پر خوب خوب روپیہ خرچ کرتے ہیں اور بچوں کی آڑ میں اپنی ہوس رانیوں کو دعوت شوق دیتے ہیں۔ یاد رکھیئے کہ شرعاً آتشبازی قطعی طور پر حرام ہے۔ پھر ایسی مقدس رات میں باعث عذاب تمام ہے۔

مولیٰ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو بچائے اور سنت پہ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

حضرت خواجہ غریب نواز کے اقوال زرّیں

سلطان الہند حضرت سیدنا خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرس مقدس کے موقع پر ایک خصوصی تحریر

از: نبیرۂ علامہ خوشتر حضرت مولانا سعد خوشتر صدیقی قادری ولیعہد خانقاہ قادریہ رضویہ خوشتریہ، پورٹ لوئس ماریشس نزیل حال برطانیہ

درد و آلام کے مارے ہوئے کیا دیتے ہیں
ہم تو بس ان کی نگاہوں کو دعا دیتے ہیں
اللہ اللہ کرنے سے اللہ نہ ملا
اللہ والے ہیں جو اللہ سے ملا دیتے ہیں

جو قوم اپنے اسلاف کی تعلیمات سے منحرف ہو جاتی ہے۔ زمانہ کی ذلت و رسوائی اس پر مسلط کر دی جاتی ہے۔ آج قوم مسلم کا حال کچھ اسی طرح ہے کہ ہم نے اپنے بزرگوں کی تعلیمات کو پس پشت ڈال دیا۔ ان کے فرامین و اقوال کو فراموش کر دیا حالانکہ ان کے اقوال میں کامیابی کے راز پنہاں ہیں۔ اگر آج بھی امت مسلمہ اسلاف کی تعلیمات پر عمل پیرا ہو جائے تو زندگیوں میں کامیابیاں دستک دینے لگیں۔ آج بے راہ روی ہے۔ امن و آشتی کا فقدان ہے۔ اختلاف و انتشار ہے۔ اتحاد پارہ پارہ ہے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ ہم نے بزرگان دین اور اولیائے کرام کی تعلیمات سے منھ موڑ لیا۔ اسلاف اور اولیائے کرام کی مقدس جماعت میں سے ایک مقدس و باعظمت ولی ہیں خواجہ خواجگان، ہند کے سلطان، حضرت خواجہ معین الدین چشتی غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنہوں نے بالخصوص برصغیر ہند و پاک اور بالعموم پوری دنیا میں اسلام کی شمع روشن فرمائی۔ اگر آج دنیا خواجہ غریب نواز کے اقوال و فرامین اور ان کی تعلیمات پر عمل پیرا ہو جائے تو آج ہی دنیا امن و شانتی کا گہوارہ دکھائی دے اور امت مسلمہ کامیابی کے آفتاب و ماہتاب بن جائے۔

حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشادات و فرامین اور اقوال زرّیں جن کو آپ کے خلیفہ و جانشین قطب دہلی حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمہ نے ''دلیل العارفین'' کے نام سے قلم بند فرمایا تھا۔ وہ ایسے بے مثال روشنی و ہدایت کے منارے ہیں کہ جن کو پڑھ کر اور عمل کر کے زندگی کو کامیابی و کامرانی سے ہمکنار کیا جا سکتا ہے۔

اقوال خواجہ غریب نواز :-

☆ نماز بندوں کے لئے خدا کی امانت ہے پس بندوں کو چاہیے کہ اس کا حق ادا کریں کہ اس میں کوئی خیانت نہ پیدا ہو۔ نماز ایک راز ہے جو بندہ اپنے پروردگار سے کرتا ہے۔

☆ قیامت کے روز سب سے پہلے نماز کا حساب انبیاء و اولیاء اور ہر مسلمان سے ہوگا جو اس حساب سے عہدہ برآ نہیں ہو سکے گا وہ عذاب دوزخ کا شکار ہوگا۔

☆ جو بھوکے کو کھانا کھلاتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے اور جہنم کے درمیان سات پردے حائل کر دے گا۔

☆ اس سے بڑھ کر کوئی گناہ کبیرہ نہیں کہ مسلمان بھائی کو بلا وجہ ستایا

جائے۔اس سے خدا اور سول دونوں ناراض ہوتے ہیں۔

☆کون سی چیز ہے جو اللہ تعالیٰ کی قدرت میں نہیں ہے۔مرد کو چاہیے کہ احکام الٰہی بجالانے میں کمی نہ کرے۔پھر جو کچھ چاہے گا مل جائے گا۔

☆قبرستان میں جان بوجھ کر کھانا یا پانی پینا گناہ کبیرہ ہے۔جو ایسا کرے وہ ملعون اور منافق ہے کیونکہ قبرستان عبرت کی جگہ ہے نہ کہ جائے حرص وہوا۔

☆جس نے جھوٹی قسم کھائی گویا اس نے اپنے خاندان کو ویران کر دیا۔اس گھر سے برکت اٹھالی جاتی ہے۔

☆گناہ تم کو اتنا نقصان نہیں پہنچا سکتا جتنا مسلمان بھائی کو ذلیل ورسوا کرنا۔

☆جس نے خدا کو پہچان لیا اگر وہ خلق سے دور نہ بھاگے تو سمجھ لو کہ اس میں کوئی نعمت نہیں۔

☆عارف وہ شخص ہوتا ہے جو کچھ اس کے اندر ہو اسے دل سے نکال دے تا کہ اپنے دوست کی طرح یگانہ ہو جائے۔پھر اللہ تعالیٰ اس پر کسی چیز کو مخفی نہیں رکھے گا اور وہ دونوں جہاں سے بے نیاز ہو جائے گا۔

☆اگر قیامت کے دن کوئی چیز جنت میں لے جائے گی تو وہ زہد ہے نہ کہ علم۔

☆جو شخص عشق الٰہی کی راہ میں قدم رکھتا ہے اس کا نام ونشان نہیں ملتا۔

☆اہل عرفان یاد الٰہی کے علاوہ کوئی اور بات اپنی زبان سے نہیں نکالتے اور اللہ کے خیال کے سوا دل میں کسی دوسرے کا خیال نہیں لاتے۔

☆اگر کسی شخص میں تین خصلتیں پائی جائیں تو سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ اسے دوست رکھتا ہے۔(۱)سخاوت (۲)شفقت (۳)تواضع (عاجزی)، سخاوت دریا جیسی،شفقت آفتاب کی طرح اور تواضع زمین کی مانند۔

☆نیکوں کی صحبت نیک کام سے بہتر ہے اور بروں کی صحبت برے کام سے بری ہے۔

☆دنیا میں تین افراد بہترین کہلانے کے مستحق ہیں ۔(۱)عالم جو اپنے علم سے بات کہے(۲)جو لالچ نہ رکھے(۳)وہ عارف جو ہمیشہ دوست کی تعریف وتوصیف کرتا رہے۔

☆حق شناسی کی علامت لوگوں سے راہِ فرار اختیار کرنا ہے اور معرفت میں خاموشی اختیار کرنا ہے۔

☆عارف سورج کی طرح ہوتا ہے جو سارے جہان کو روشنی بخشتا ہے جس کی روشنی سے کوئی چیز خالی نہیں رہتی۔

☆توکل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور پر توکل نہ ہو اور نہ کسی چیز کی طرف توجہ کی جائے۔

☆سچی توبہ کے لئے تین باتیں ضروری ہیں (۱)کم کھانا (۲)کم سونا (۳)کم بولنا،پہلے سے خوف خدا،دوسرے اور تیسرے سے محبت الٰہی پیدا ہوتی ہے۔

☆اہل طریقت کے لئے دس شرطیں لازم ہیں (۱)طلب حق (۲) طلب مرشد(۳)ادب(۴)رضا(۵)محبت اور ترکِ فضول (۶) تقویٰ(۷)شریعت پر استقامت(۸)کم کھانا ،کم سونا،کم بولنا(۹)خلق سے دوری اور تنہائی اختیار کرنا(۱۰)روزہ ونماز کی ہر حال میں پابندی۔

☆پانچ چیزوں کو دیکھنا عبادت ہے(۱)اپنے والدین کے چہرے کو دیکھنا۔حدیث میں ہے:جو فرزند اپنے والدین کا چہرہ دیکھتا ہے اس کے نامۂ اعمال میں حج کا ثواب لکھا جاتا ہے (۲) کلام مجید کا دیکھنا(۳)کسی عالم با عمل کا چہرہ عزت و احترام کے ساتھ دیکھنا(۴)خانۂ کعبہ کے دروازے کی زیارت اور کعبہ شریف کو دیکھنا(۵)اپنے پیرومرشد کے چہرے کو دیکھنا اور ان کی خدمت کرنا۔

تیرا در چھوڑ کر خواجہ یہ دیوانے کہاں جاتے

عرس خواجہ غریب نواز کے موقع پر بارگاہ سلطان الہند میں ایک نذرانۂ عقیدت

از:-مولانا محمد قمر رضا منظری بریلوی، خطیب سنی رضوی عیدگاہ شریف پورٹ لوئس ماریشس

مذہب اسلام اللہ رب العزت کا محبوب ترین دین ہے۔ اللہ رب العزت نے ہر دور میں اس دین کی حفاظت فرمائی اور حفاظت کا ذریعہ اپنے محبوب بندوں کو بنایا۔ جب جب اسلام کا سورج کہیں غروب ہوا تو کسی دوسرے مقام پر پوری آب وتاب کے ساتھ چمکتا ہوا نظر آیا۔اس کی آب وتاب میں اولیاء، علماء، صوفیاء کا عظیم کردار رہا ہے۔

جہاں میں اہل ایماں صورت خورشید جیتے ہیں
اِدھر ڈوبے اُدھر نکلے اُدھر ڈوبے اِدھر نکلے

اگر ہم چھٹی صدی ہجری کا مطالعہ کریں تو یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جائے گی کہ وہ دور امت مسلمہ کے لئے اپنے وجود کی بقا کی جد وجہد کا دور تھا۔اسلام ومسلمان داخلی وخارجی فتنوں کے شکار تھے۔امت مسلمہ انتشار، افراتفری، فرقہ واریت اور خانہ جنگی کے بھیانک دور سے گزر رہی تھی۔ داخلی و خارجی ناپاک کوششیں اسلام کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کی ناکام کوششیں کر رہی تھیں۔اسی دور میں اللہ رب العزت نے ایک ایسی سرزمین پر اسلام کا سورج طلوع فرمایا کہ جہاں کے لوگ خدا کی وحدانیت سے نا آشنا تھے۔یعنی اللہ رب العزت نے کفر وشرک کے ایوان ہندوستان میں قال اللہ وقال الرسول کی صداؤں کو فضا میں بلند کرنے کے لئے اپنے حبیب کی بارگاہ سے حبیب ﷺ کے ذریعہ اپنے محبوب بندے معین الملت والدین، سلطان العارفین عطائے رسول فی الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی حسن سنجری اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منتخب کرا کر بھیجا۔

جس وقت خواجہ غریب نواز نے اپنے قدم ناز سے ہند کی زمین کو مشرف فرمایا اس وقت وہاں کے حالات نہ گفتہ بہ تھے۔اس وقت ہندوستان میں دور جہالت عروج پر تھا۔وہاں کے معاشرتی، مذہبی، سیاسی اور معاشی حالات تباہ کن تھے۔مذہبی حالات کا یہ عالم تھا کہ لوگ مخلوق کو خالق سمجھ کر عبادت و پرستش کر رہے تھے۔پتھر کے بے جان بتوں کو اپنا معبود حقیقی جان رہے تھے۔ان صنم کدوں سے اپنی پریشانیاں بیان کر کے ان سے مداوے کی امیدیں لگا رہے تھے۔بلکہ صرف ان پتھر کے بتوں ہی کی نہیں بلکہ بہتے دریاؤں، موجیں لیتے سمندروں، بلند و بالا درختوں، فلک نما پہاڑوں، دہکتی شعلہ بار آگ، اگتے سورج، چمکتے چاند، دمکتے ستارے اور جانوروں کی بھی عبادت و پرستش کر رہے تھے۔معاشرتی زندگی کا عالم یہ تھا کہ ہندوؤں کی بعض جماعتیں مادرزاد ننگا رہنا اپنے لئے باعث فخر گردانتیں اور اس کو اپنے لئے باعث عزت اور طرۂ امتیاز سمجھتی تھیں۔سیاسی حالات یہ تھے کہ مظلوم و پس ماندہ اور غریب ومفلس

لوگ راجا مہاراجاؤں، پروہتوں، پنڈتوں، سرمایہ داروں اور جاگیر داروں کے در کے غلام بنادئے گئے تھے۔

خواجہ غریب نواز نے ذات پات کے ظالمانہ نظام میں جکڑے ہوئے، کفر وشرک کے اندھیرے میں پڑے ہوئے، اونچی ذات اور نسلی تفاخرزدہ لوگوں کے ٹھکرائے ہوئے انسانوں کو اس طرح رحمت ومحبت، شفقت وعاطفت سے اپنے سینے سے لگایا جس طرح خطرے کے وقت مرغی اپنے چوزوں کو اپنے پروں میں ڈھانپ لیتی ہے۔ خواجہ غریب نواز ان مظلوم اور غریب لوگوں پر ظلم کی تپتی دھوپ میں بادل کی چھاؤں اور غربت کی دہکتی آگ میں خدمت ورحمت کی گھٹا بن کر برسے۔ وہاں پر آپ نے دعوت وتبلیغ کے نتیجے میں بے شمار نفوس کو دین مبین کے نور سے منور کیا۔ دعوت وتبلیغ کی بے مثال حکمت عملی، خدمت خلق، احترام انسانیت اور انسان دوستی کے فلسفے سے آپ نے اسلام کے پیغام امن وسلامتی کو عام کیا جس کے نتیجے میں سچائی اور حق کے متلاشی ہر رنگ ونسل کے افراد کفر وشرک اور ظلم و جبر کی زنجیروں کو توڑ کر آپ کے دست حق پرست پر حلقہ بہ گوش اسلام ہوکر اسلام کے دامن رحمت میں آ گئے۔

خواجہ غریب نواز نے اپنی دعوت وتبلیغ، پیغام رشد وہدایت اور تعلیمات ربانی کو کسی خاص مذہب کے ماننے والوں تک محدود نہیں رکھا بلکہ ہندو، سکھ، عیسائی سب تک پیغام وحدانیت ورسالت پہنچایا تاکہ سب کی زندگیوں میں توحید اور ہدایت ربانی کا وہی انقلاب محمدی برپا ہو جو خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب میں برپا کیا تھا اور حقیقت میں غریب نواز کی تبلیغ سے ساکنان ہند کے دلوں میں وہ عظیم انقلاب آیا کہ ۹۰؍ لاکھ لوگوں کی زندگیوں میں امن وامان کی بہاریں امنڈ آئیں۔

غیر مسلموں کے ساتھ آپ کا رویہ نہایت رواداری اور اپنے پن کا تھا۔ جو بھی آپ کی پاک سیرت، انسان دوستی، خدمت خلق اور احترام انسانیت پر مبنی اسلام کی حقیقی تعلیمات کو دیکھتا وہ اسلام کا ہی ہوکر رہ جاتا۔ غریب نواز نے تبلیغ دین کا سب سے بڑا کارنامہ یہ انجام دیا کہ دم توڑتے ہوئے عالم اسلام کو حیات نو عطا فرمائی اور آپ کے اندر انسان دوستی اور احترام انسانیت کا جو جذبہ تھا اس کو دیکھ کر نہ صرف اپنوں بلکہ غیروں اور مغربی دانشوروں نے بھی اپنے قلم وزبان سے خواجہ کی شان وعظمت کو بیان کیا۔

مغربی دانشور پروفیسر تھامس آرنلڈ Thomasarnold جو شاعر مشرق ڈاکٹر اقبال کا استاد بھی تھا اس نے اپنی معروف کتاب "The Preaching of Islam" میں خواجہ غریب نواز کا ذکر ان الفاظ میں کیا:

"One of the most famous of the Muslim saints of India and a pioneer of Islam in Rajputana was Khawaja Muin ul-Din Chishti, who died in Ajmir in A.D 1234. He was a native of Sajistan, to the east of Persia and is said to have received his call to preach Islam to the unbelievers in India while on a Pilgrimage to Madina. Here the Prophet (PBUH) appeared to him in a

dream and thus addressed him! "The Almighty has entrusted the country of India to thee. Go thither and settle in Ajmer. By God's help the faith of Islam shall through the piety and that of thy followers, be spread in that land." He obeyed the call and made his way to Ajmer which was then under Hindu rule and idolatory prevailed through out the land. Among the first of his converts here was a yogi, who was the spiritual preceptor of the Raja himself : gradually he gathered around him a large body of disciples whom his teaching has won from the ranks of infidelity, and his fame as a religious leader became very widespread and attracted to Ajmer great number of Hindus whom he persuaded to embrace Islam. On his way to Ajmer he is said to have converted as many as 700 persons in the city of Delhi."

ترجمہ:- ''ہندوستان کے مشہور ومعروف اولیائے کبار میں سے خواجہ معین الدین چشتی بھی ہیں۔جنہوں نے راجپوتانہ میں اسلام کی تبلیغ کی اور ۱۲۳۶ء میں اجمیر میں انتقال فرمایا۔وہ سجستان کے رہنے والے تھے جو ایران کے مشرق میں واقع ہے۔مشہور ہے کہ جب خواجہ صاحب مدینہ منورہ کی زیارت کے لئے گئے تو وہاں آپ کو ہندوستان کے کفار میں تبلیغ کا حکم ملا۔رسول خدا ﷺ ان کے خواب میں تشریف لائے اور ان سے فرمایا کہ ''خدا نے ہندوستان کا ملک تیرے سپرد کیا ہے۔وہاں جا اور اجمیر میں سکونت اختیار کر۔خدا کی مدد سے دین اسلام تیرے اور تیرے ارادتمندوں کی پرہیزگاری سے اس سرزمین میں پھیل جائے گا'' خواجہ صاحب نے اس حکم کی تعمیل کی اور اجمیر میں آئے جہاں کا راجہ ہندو تھا اور ملک میں ہر طرف بت پرستی پھیلی ہوئی تھی۔یہاں پہنچنے کے بعد جس ہندو کو پہلے پہل آپ نے مسلمان کیا،وہ راجہ کا ایک جوگی گرو تھا۔رفتہ رفتہ ان کے مریدوں کی ایک کثیر جماعت ان کے پاس جمع ہوگئی۔جنہوں نے ان کی تعلیم وتلقین سے بت پرستی چھوڑ کر اسلام اختیار کر لیا۔اب ایک مذہبی پیشوا کی حیثیت سے آپ کی شہرت سب طرف پھیل گئی۔اور آپ کا شہرہ سن کر بہت سے ہندو لوگ اجمیر میں آئے اور آپ کی ترغیب سے مسلمان ہوگئے۔روایت ہے کہ جب آپ اجمیر جاتے ہوئے راستے میں دہلی میں ٹھہرے تھے تو وہاں آپ نے سات سو ہندؤں کو مسلمان کیا تھا''۔

ایک اور مغربی مستشرق جے،اسپنسر ٹری منگھم
(j. Spencer Trimingham)
اپنی کتاب "The Sufi Orders in Islam" میں خواجہ غریب نواز کے بارے میں لکھتا ہے:

" Mu'in ud-din went to Delhi in 589AH/1193AD, then to Ajmer, seat of an important Hindu state, where he finally settled and died (633AH/ 1236AD), and where his tomb became centre for pilgrimage."

ترجمہ:- ''حضرت معین الدین چشتی ۵۸۹ھ/۱۱۹۳ء میں دہلی تشریف لے گئے، پھر اجمیر گئے جو ایک اہم ہندو ریاست کا صدر مقام تھا۔ جہاں بالآخر آپ سکونت پذیر ہو گئے اور ۶۳۳ھ/۱۲۳۶ء میں انتقال فرمایا اور وہاں آپ کا مزار زیارت کا مرکز بن گیا۔

مرے۔ٹی۔ٹائی ٹس(Murray T.Titus) نے انیس سال تک برصغیر ہندو پاک میں رہ کر اس خطے میں اشاعت اسلام کے موضوع پر تحقیق کی۔ اس نے اپنے مقالے: Islam in India and Pakistan میں خواجہ غریب نواز کے بارے میں لکھا:

''"Perhaps the Most famous Muslim missionary of India was Khawaja Mu'in ud-Din Chishit, who died in Ajmer in 1236AD." (5)

ترجمہ:- ''ہندوستان میں سب سے معروف مسلم مبلغ خواجہ غریب نواز تھے جن کا ۱۲۳۶ء میں اجمیر میں وصال ہوا۔

مرے ٹی مزید لکھتا ہے کہ:

''خواجہ صاحب کی شہرت ایک مرشد کی حیثیت سے اجمیر کے قرب و جوار تک پھیل گئی اور ہندو بڑی تعداد میں ان کے پاس آتے اور ان کی ترغیب سے دائرہ اسلام میں داخل ہو جاتے''۔

مرے ٹی Murray T.Titus غریب نواز کے مزار پر انوار کے گنبد کے پرکشش منظر کے بارے میں کچھ یوں رقمطراز ہے

"His tomb at Ajmir is the centre of attraction for tens of thousands of Muslim, and even Hindus, who annually visit the city onthe occasion of the ''Urs'', or festival, which celebrates the anniversary of the death of the saint."

ترجمہ:- ''اجمیر میں آپ کا گنبد ہزاروں صرف مسلمانوں ہی کا نہیں بلکہ ہندوؤں کی بھی عقیدت کا مرکز ہے۔ جہاں ہر سال عرس کے موقع پر لوگ حاضر ہوتے ہیں یہ ان کے وصال کے دن ہوتا ہے''

ولیم سٹوڈارٹ(William Stoddart) نے تصوف کے موضوع پر ایک کتاب لکھی ہے جس میں اس نے خواجہ غریب نواز کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے:

"The most renowned Sufi Order to originate in India...........is the Chishti Tariqa, founded by Mu'in ud-Din Chishti (1142AD-1236AD), whose tomb at Ajmer is one of the greatest shrines in the sub-continent, and is much visited

and revered by Hindus and Muslims alike."

ترجمہ:- ''ہندوستان میں جاری ہونے والا سب سے معروف صوفی سلسلہ چشتی طریقہ ہے، جس کے بانی خواجہ معین الدین چشتی (۱۱۴۲ء۔۔۱۲۳۶ء) ہیں، جن کا مزار برصغیر کے عظیم مزاروں میں سے ایک ہے اور ہندو اور مسلمان یکساں طور پر اس پر بہت حاضری دیتے ہیں اور اس کی تعظیم کرتے ہیں'' ۔

معروف جرمن مستشرق ڈاکٹر این میری شمل Anne Marie Schimmel نے اپنی کتاب:

"Islam in the India sub-continent" میں خواجہ غریب نواز کے طریقۂ تبلیغ و تعلیم کے متعلق لکھا ہے:

"He did not insist upon the formal conversion of a non-Muslim before the novice had tasted the truth".

ترجمہ:- ''آپ کسی آنے والے غیر مسلم پر جب تک کہ وہ صداقت کا ذائقہ نہ چکھ لے، اس کے قبول اسلام پر اصرار نہیں کرتے تھے''۔

آج جو لوگ اسلام کو بدنام کرنے کے لئے اس بات کا ڈھنڈورا پیٹتے پھر رہے ہیں کہ ہندوستان میں ہندوؤں کو زبردستی مسلمان بنا گیا ہے ان کو غیر مسلموں کے قلم سے لکھی گئیں صداقت پر مبنی ان تحریروں کو پڑھنا چاہیے تا کہ ان کے نفس کو یہ تسکین حاصل ہو جائے کہ مذہب اسلام وہ مذہب نہیں جو جبراً کسی پر مسلط کیا جائے بلکہ یہ پہلے دل میں اترتا ہے پھر قبول کیا جاتا ہے۔

غیر مسلموں نے نظم میں بھی خواجہ غریب نواز کی شان کو بیان کیا ہے۔ ہندوستان کے مشہور غیر مسلم اردو شاعر درگا سہائے جہاں آبادی نے لکھا:

بت خانے جدا ہیں خانقاہیں ہیں جدا
ارباب پر سب کی نگاہیں ہیں جدا
جویا تیرے شیخ و برہمن ہیں دونوں
منزل وہی ایک ہے راہیں ہیں جدا

اردو کے قادر الکلام شاعر، عظیم نقاد اور ماہر اقبالیات جگن ناتھ آزاد نے اپنی نظم ''بھارت کے مسلماں'' میں خواجہ غریب نواز کی بارگاہ میں اس عقیدت و محبت سے خراج پیش کیا:

اجمیر کی درگاہ معلیٰ تیری جاگیر
محبوب الٰہی کی زمیں پر تری تنویر
ذرات میں کلیر کے فروزاں تری تصویر
ہانسی کی فضاؤں میں ترے کیف کی تاثیر
سر ہند کی مٹی ہے ترے دم سے فروزاں

خواجہ غریب نواز کی شان کو اور بھی نہ جانے کتنے مستشرقین، مغربی اسکالرس اور غیر مسلموں نے اپنے اپنے انداز میں بیان کیا اور یہ سلسلہ صبح قیامت تک چلتا رہے گا کیونکہ آپ کی بارگاہ سے ہر کوئی فیضیاب ہوتا ہے۔ یہاں آنے والے سے اس کا مذہب نہیں پوچھا جاتا بلکہ غریب نواز خدا کی عطا سے اس کو نواز دیتے ہیں۔ اسی لئے دنیا بھر سے ہر روز بے شمار لوگ بلا تفریق مذہب و ملت خواجہ کے دربار میں آتے ہیں اور ان کے در سے اپنے دامن مراد کو بھر کر یہ کہتے ہوئے واپس جاتے ہیں۔

سنانے اپنی بربادی کے افسانے کہاں جاتے
تیرا در چھوڑ کر خواجہ یہ دیوانے کہاں جاتے

برتر قیاس سے ہے مقام ابوالحسین

سراج الاولیا، نورالعارفین حضرت سید شاہ ابوالحسین احمد نوری رحمۃ اللہ علیہ کے عرس نوری کی مناسبت سے ایک خصوصی تحریر

از:- ڈاکٹر احمد مجتبیٰ صدیقی، جوائنٹ سکریٹری البرکات ایجوکیشنل سوسائٹی، علیگڑھ

آقائی ومولائی، سیدی وسندی حضور نوری میاں صاحب کی ولادت ۱۹؍شوال ۱۲۵۵ھ میں مارہرہ شریف میں ہوئی۔ سرکار نور کے والد ماجد حضرت سید شاہ ظہور حسن عرف بڑے میاں، خاتم الاکابرین سید شاہ آل رسول احمدی کے بڑے صاحبزادے ہیں۔ بچپن میں والد ماجد کے وصال کے بعد ساری تعلیم وتربیت دادا مرشد کے آغوش میں ہوئی۔ سرکار نور کو ان کے دادا نے تمام روحانی اور جسمانی تربیتوں میں اس کمال پر پہنچا دیا جو خاندان برکات کے اکابر کا امتیاز ہے۔ سرکار نور ہر وقت دادا کے ساتھ رہتے، ان کے ہی ساتھ عبادت، ریاضت، درگاہ کی حاضری، وظائف، تلاوت سب ادا فرماتے۔

۱۲؍سال کی عمر شریف میں سرکار آل رسول حضور نوری میاں کو سجادۂ برکاتیہ پر لے گئے اور اپنے پوتے کو اپنا جانشین مقرر کر کے نذر پیش کی۔ حضرت میاں صاحب کو ان کے دادا مرشد نے سخت مجاہدے اور ریاضتیں کرائیں، چھوٹی سی عمر میں اتنی محنت دیکھ کر ان کی دادی گھبراتیں اور روکنا چاہتیں تو دادا حضرت فرماتے:

> ''ان کو عیش وآرام سے کیا کام؟ یہ کچھ اور ہیں اور انہیں کچھ اور ہونا ہے، یہ ان سات اقطاب میں سے ایک ہیں جن کی بشارت بوعلی شاہ قلندر پانی پتی نے سرکار غوث کے اشارے پر فرمائی تھی''۔

حضور میاں صاحب قبلہ کی ظاہری تعلیم وتربیت دادا حضرت شاہ آل رسول اور باطنی تربیت حضور شمس مارہرہ شاہ آل احمد اچھے میاں نے فرمائی۔ اس کے علاوہ مولانا فضل اللہ جلیسری، مولانا نور احمد عثمانی، مولانا ہدایت علی، مولانا محمد حسین شاہ، حضرت مولانا شاہ عبدالقادر بدایونی رحمۃ اللہ علیہم سے علوم دین کی تکمیل فرمائی۔

سرکار نور کا قد میانہ، رنگ گیہواں، پیشانی چوڑی، آنکھیں بڑی اور نشیلی، منہ چوڑا، داڑھی مبارک پوری بھری ہوئی، دست مبارک دراز، انگلیاں پتلی (راقم کو خواب میں آقائے نعمت سرکار میاں صاحب کی زیارت اور دست بوسی کا شرف حاصل ہوا اور سب کچھ ویسا ہی پایا جو کتابوں میں لکھا ہے۔ الحمد للہ)۔ اکثر عمامہ رنگین پہنتے، کرتا سفید، نقشبندی ٹوپی دوپلی، جاڑوں میں یمنی مرزئی پہننا پسند فرماتے تھے۔

عبادت اور ریاضت کا عالم نرالا تھا۔ فرائض اور نوافل کثرت سے ادا فرماتے، نماز تہجد سے لیکر آرام فرمانے تک اعمال، وظائف، اور تلاوت میں مصروف رہتے۔ عام اور خاص لوگوں سے ملنے کے وقت الگ تھے۔ مخلوق خدا کی ضرورتیں خوب خوب پوری کی جاتیں۔ حضور اقدس عمل اور عملیات میں مشہور زمانہ درویش تھے۔ اثر

وآسیب اور جنات پر قابو پانا سرکارنور کے خاص اوصاف میں تھا۔ سرکارنور کو تعویذات پر ملکہ حاصل تھا۔ اگر دست مبارک سے کسی کو تعویذ عطا فرمادیا تو اللہ کے حکم سے شفا یقینی تھی۔

بڑے بڑے آسیب اور جنات اپنے مریدوں اور عام لوگوں پر سے بس ایک نگاہ ہی ڈالنے سے دور فرمادیتے تھے۔ بدایوں شریف میں ایک صاحبہ پر اتنا بڑا آسیب تھا کہ بنا کپڑوں کے رہا کرتی تھیں۔ سرکارنور کا گزر ہوا لوگوں نے کہا کہ حضور دعا فرمادیں۔ میاں صاحب نے فرمایا کہ ایک نگاہ ملوادو۔ بس! سرکارنور کی نگاہ پڑی ہی تھی کہ آسیب دور ہوا اور وہ کپڑے مانگنے لگیں۔ راقم کہتا ہے:

ابھی بھی کہہ رہے ہیں سب بدایوں کے گلی کوچے

ابھی بھی یاد وہ تیری نظر ہے احمد نوری

سرکارنور کی ذات مشائخ کی سیرت کا عطر مجموعہ تھی، صاحب البرکات کی برکتیں، شاہ آل محمد کی ریاضتیں، شاہ حمزہ کی جلالتیں، شمس مارہرہ کی ولایتیں، ستھرے میاں کی ستھرائیاں، آل رسولی سلوک غرض کہ آپ کی ذات ظاہری و باطنی خوش رنگ پھولوں کا حسین گلدستہ تھی۔

شریعت کی پیروی اور طریقت کے اصولوں کی پابندی نے سرکارنور کو ولایت عظمیٰ کے اس اعلیٰ مقام پر فائز کیا کہ آپ کے دور میں آپ کا کوئی ثانی نہ تھا۔

سرکارنور کی سیرت کے کچھ اہم گوشے ایسے ہیں کہ جن سے ان کے ماننے والے بہت کچھ فائدہ اٹھا کر اپنی شخصیت اور کردار کو روشن کر سکتے ہیں۔

مثلاً نفس پر قابو ایسا کہ سات سال کی عمر سے اعمال اور عبادتوں میں مشغول ہو گئے۔

صبر:

صبر کا عالم یہ کہ بڑے بڑے دکھ میں شکر خدا کیا، غمگین نہ ہوئے۔ بیماری کی سخت حالت میں صرف نماز چھوٹ جانے پر غمگین ہوتے۔

علم دین سے محبت:

آپ ایک زبردست عالم دین تھے، شریعت کے مسائل کو عوام کو لکھ کر اور تقریر فرما کر ایسے بتاتے کہ عام آدمی کے ذہن نشین ہو جاتے۔

دینی معاملے میں اپنے دادا شاہ آل رسول کے حکم کے مطابق حضرت تاج الفحول بدایونی سے مشورہ ضرور کرتے اور ان کے بعد پھر اس مسئلے پر کتابیں نہ دیکھا کرتے تھے۔

غریبوں سے محبت، امیروں سے دوری:

غریبوں، ناداروں، ضرورت مندوں کی صحبت کو پسند فرماتے۔ حضرت کے اردگرد ہمیشہ ضرورت مندوں کا مجمع رہتا۔ دوسروں کی خراب حال چیزوں کو یہ کہہ کر بدل دیا کرتے کہ ہمیں اس کی بہت ضرورت تھی اور اس کے بدلے اپنی اچھی چیزیں عطا فرماتے۔

خوش وخرم رہنا:

مرض کی شدت، غذا کی کمی اور صدموں کے باوجود بھی سرکارنور کا چہرا ہمیشہ کھلا ہوا اور نرم رہتا۔

مخلوق کی حاجت روائی:

سرکار نور کا اخلاق کریمانہ تمام دنیا میں مشہور تھا۔ دربارِ نوری سے کوئی حاجت مند خالی نہ جاتا۔ سینکڑوں واقعات حضور اقدس کے ایسے درج ہیں کہ جن سے آپ کی سخاوت اور دریا دلی ظاہر ہوتی ہے۔ اپنے مریدوں کو قرض سے نجات دلانے میں سرکار نور کا ہاتھ بہت کھلا ہوا تھا۔ ایک مرتبہ حضرت کے مرید خاص اور میرے دادا قاضی غلام شبر بدایونی کو ۳۰۰/روپئے کی اس زمانے میں حاجت ہوئی۔ آپ ان کی بارگاہ میں اس نیت سے حاضر ہوئے کہ پیسے کا غیب کی طرف سے انتظام ہونے کا عمل لے لوں گا۔ سرکار عبادت میں تھے، تشریف لائے اور بنا سوال سنے قاضی صاحب کو تین سو روپئے یہ کہہ کر عطا فرمائے کہ تحصیل زر کے عمل کی زکوٰۃ مشکل ہے۔ یہ رکھلو ان شاء اللہ سب ٹھیک ہوگا۔

کنجوسی سے نفرت:

سرکار نور کے دربار میں عطا و کرم کے دریا بہتے تھے۔ آپ کنجوس لوگوں کی صحبت کو ناپسند فرماتے، کوئی سوال رد ہوتا ہی نہ تھا۔ کیا خوب ارشاد فرماتے کہ

''امت رسول ﷺ میں کم سے کم سخاوت، مہمان نوازی اور اخلاق محمدی ضرور ہوگا''۔

فضول باتوں سے بچنا:

حضرت کی بارگاہ میں فضول باتوں کا گذر نہ تھا۔ کوئی بات خلاف شریعت نہ خود فرماتے اور نہ ہی خادموں اور عوام کو اجازت ہوتی۔

کاموں میں میانہ روی:

حضرت اقدس کی یہ خاص عادت کریمہ تھی کہ ایک سہل اور نرم بیچ کا راستہ ارشاد ہوتا تا کہ سوال کرنے والے کو دشواری نہ ہو۔

نرمی سے باتیں کرنا:

سرکار نور کا بات کرنے کا انداز ایسا دلنشین اور سادہ تھا کہ ہر شخص عاشق تھا۔ فرماتے تھے کہ:

''ہم امت محمدی ہیں، سرکار قادری کے فقیر ہیں، ہم میں سختی کہاں اور کیسے ہوسکتی ہے''۔

یاد الٰہی اور عشق رسول:

حضرت اقدس توحید کے رموز و اسرار کو سمجھنے اور سمجھانے میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے، خود کو یاد خدا میں فنا رکھنا خاص مشغلہ تھا۔ شرک و بدعت پر اپنے متوسلین کو لکھ کر اور ارشادات کے ذریعے تاکید ہر مجلس میں فرماتے۔

عشق رسول مقصد حیات تھا۔ فرماتے تھے کہ:

''شریعت اور طریقت درویشوں اور صوفیوں کو اس لیے منظور ہیں کہ یہ رسول خدا تک رسائی کے راستے ہیں۔''

حضرت اقدس کا ہر قول صرف اور صرف سنت کے مطابق تھا۔

درود پاک کے فیضان کے بارے میں ارشاد تھا کہ:

''درود شریف تمام دعاؤں کی روح ہے بغیر اس کے کوئی دعا کامل نہیں ہوتی''۔

اہل سلسلہ پر کرم:

اپنے مریدوں کو ارشاد ہوتا:

'' ہم خدا تعالیٰ سے تمہارے واسطے دنیا و

آخرت میں کامیابی کی ہر وقت دعا کرتے ہیں۔تمہاری تکلیف سے ہمیں تکلیف ہوتی ہے۔ان شاءاللہ انجام بخیر ہو''۔

سرکار نور کو مریدوں کا ہر وقت خیال رہتا ان کی حاجت روائی کی فکر لگی رہتی۔

عشق غوث اعظم:

سرکار غوث اعظم سے حد سے زیادہ عشق اور ان کی ہدایت اور کرم نوازی پر اعتماد۔فرماتے تھے:

''سرکار قادریت بڑے غیور (غیرت مند) ہیں ان کے سلسلے سے تعلق رکھنے والا کہیں بھی جائے گا پریشان نہ ہوگا''۔

اکثر مریدین کو تسلی کے لیے حضور شمس مارہرہ کا یہ شعر لکھ کر ارسال فرماتے ؎

غلام غوث اعظم بے کس و مضطر نمی ماند
اگر ماند شبے ماند شب دیگر نمی ماند

سرکار نور کو جتنی محبت سرکار غوث سے تھی اتنی ہی صاحبانِ سلسلہ قادریہ سے۔شاہ تجمل حسین قادری، شاہ علی حسین اشرفی میاں اور حضرت شاہ وارث علی صاحب سے بڑے خصوصی تعلقات تھے۔ ایک مرتبہ حضرت قاضی غلام شبر صاحب قادری کو لے کر سلطان الہند کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔حضرت حاجی وارث علی شاہ صاحب بھی غریب نواز کے دربار میں حاضر تھے۔ یہ مشہور تھا کہ حاجی صاحب گفتگو بہت کم فرماتے ہیں لیکن اس روز دونوں بزرگوں میں ایک گھنٹہ ایسے گفتگو ہوئی جیسے مدت کے بعد دو دوست ملے ہوں۔ قیام گاہ پر تشریف لا کر حضرت وارث علی شاہ صاحب کے بارے میں فرمایا کہ:

''حاجی صاحب خالص قادری ہیں، ان کا سلسلہ نہایت صحیح ہے اور بڑے بزرگ ہیں''۔

تصنیف:

تصنیف اور اس کی شہرت سے حضرت کو خاص دلچسپی نہ تھی۔لیکن ضرورت پر بہت تفصیل کے ساتھ تصنیف فرماتے''سراج العوارف'' آپ کا ایک ایسا شاہکار ہے جو اہل تصوف کے لیے ایک دستور کا درجہ رکھتی ہے۔رسالہ سوال و جواب، اشتہار نوری، عقیدۂ اہل سنت، جنگ جمل و صفین، الجفر، النجوم، تحقیق التراویح، دلیل الیقین من کلام سید المرسلین، صلاۃ غوثیہ، صلاۃ معینیہ، صلاۃ نقشبندیہ، صلاۃ صابریہ، اسرار اکابر برکاتیہ جیسی کتابیں آپ کی بے مثال یادگار ہیں۔

سرکار نور کو شاعری سے بے حد لگاؤ تھا۔ مذہبی اور بحریہ دونوں طرح کے کلام فرمایا کرتے تھے، پہلے تخلص سعیدؔ تھا پھر نوریؔ کیا۔''تخیل نوری'' آپ کے کلام کا مجموعہ ہے۔

وصال مبارک:

جس سال وصال ہونا تھا اس سال بدایوں شریف جلوہ فرما ہوئے اور لوگوں کو کثرت سے مرید کیا اور فرمایا:

''اب ہم نہ ملیں گے''۔

وصال سے چند روز قبل سکندرا راؤ میں جلوہ افروز تھے، حالت میں کمزوری ہوئی۔فوراً وہاں سے روانہ ہوئے، بے ہوشی جیسی حالت میں سفر فرمایا، بس وہاں سے حویلی شریف میں آ کر ۱۱ر رجب

۱۳۲۴ھ/۱۳/اگست ۱۹۰۶ء میں وصال فرمایا۔ یعنی وہ نوری آفتاب ہماری ظاہری آنکھوں سے غروب ہوالیکن اللہ کے ولی ہم سے پردہ فرما کراور روشن ہو جاتے ہیں۔ سرکار نور آج بھی ہمارے مددگار اور غمخوار ہیں جیسے مسند نوریہ پر تھے۔ آج بھی فیضان معرفت کے چراغ مزار اقدس پر روشن ہیں۔ راقم کہتا ہے۔

چلو ڈوبیں نہائیں اور اچھے ستھرے بن جائیں

ہے بحرِ معرفت گرد مزار احمد نوری

سرکار نور کے خلفا کی فہرست اہل خاندان کے علاوہ بہت طویل ہے۔ آپ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے مرشد اجازت تھے اور اعلیٰ حضرت کے لیے عقیدت کا سب سے بڑا مرکز۔ سرکار نور نے اعلیٰ حضرت کو خلافت و اجازت سلسلۂ برکاتیہ میں عنایت فرمائی، آپ نے اعلیٰ حضرت کو علم جفر کی تعلیم بھی عطا فرمائی۔ ''چشم و چراغ خاندان برکات'' سے نادر و نایاب لقب بھی اعلیٰ حضرت کو سرکار نور نے عطا فرمایا۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے صاحبزادے مفتیٔ اعظم علیہ الرحمہ کی ولادت کی بشارت اعلیٰ حضرت کو مارہرہ شریف میں دیتے ہوئے فرمایا:

''مولانا آپ کے یہاں صاحبزادے کی ولادت ہوئی ہے، میں اس کا نام آل رحمان ابوالبرکات محی الدین جیلانی رکھتا ہوں''۔

پھر سرکار نور بریلی شریف تشریف لے گئے اپنی انگلی حضرت مفتی اعظم کے منھ میں ڈال کر شریعت وطریقت کے سارے خزانے مفتی اعظم کے منھ میں ڈال دیے، مرید کیا، خلافت عطا فرمائی۔ یہ سرکار نور ہی کا توفیض تھا کہ بریلی کے مصطفیٰ رضا، مفتیٔ اعظم ہو گئے۔ روحانیت کے ایسے پیکر ہوئے کہ آج خوش عقیدہ مسلمانوں کا ایک بڑا طبقہ حضرت مفتی اعظم کے دست حق پرست کا گرویدہ ہے۔

کچھ اور بھی مشہور خلفا کے نام ہم یہاں پیش کرتے ہیں:

حضرت سید شاہ اسماعیل حسن، حضرت سید شاہ اولاد رسول محمد میاں قادری، اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی، (حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خاں بریلوی) مفتیٔ اعظم مولانا مصطفیٰ رضا صاحب بریلوی، حضرت قاضی غلام قنبر صدیقی بدایونی، حضرت قاضی غلام شبر صدیقی بدایونی، حضرت حکیم عبد القیوم شہید بدایونی، مجمع البحرین حضرت قاضی غلام حسنین، (مولانا ہدایت رسول رام پوری) وغیرہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

مفتی ایوب عالم رضوی کا چھٹا سالانہ عرس

مؤرخہ ۴/۵/مارچ بروز ہفتہ اتوار کو پانچ ڈھٹی اسلام پور اتر دیناج پور میں جامعہ رضویہ منظر اسلام کے سابق استاذ اور مشہور عالم دین حضرت علامہ مفتی محمد ایوب عالم رضوی منظری علیہ الرحمہ کا چھٹا سالانہ عرس ایوبی نہایت ہی تزک و احتشام کے ساتھ منعقد ہوا جس میں جماعت اہل سنت کے علمائے کرام اور شعرائے عظام نے شرکت فرماتے ہوئے حضرت مفتی محمد ایوب عالم صاحب کو خراج عقیدت پیش کیا۔ خطباء نے اپنے خطابات میں بتایا کہ مفتی ایوب عالم صاحب ایک لائق و فائق، باصلاحیت اور ماہر درسیات استاذ ہونے کے ساتھ تاجدار اہل سنت سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کے مرید و خلیفہ اور مسلک اعلیٰ حضرت کے پاسبان و ترجمان بھی تھے۔ آپ نے طویل عرصے تک مرکز اہل سنت جامعہ رضویہ منظر اسلام میں تدریسی خدمات انجام دیں۔

رپورٹ:- مولانا محمد حبیب الرحمٰن منظری، بریلی شریف

تائیدِ ربانی بر مسئلۂ اذانِ ثانی

جمعہ کی اذانِ ثانی کے خارج از مسجد ہونے پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی کے حق موقف کی ان کے فکری مخالفین کے اقوال سے تائید و توثیق پیش کرتی ایک محققانہ تحریر

از:-میثم عباس قادری رضوی، پاکستان

(دوسری اور آخری قسط)

ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی کا فریب:

ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی نے اعلیٰ حضرت رحمة اللّٰه تعالیٰ علیه کے خلاف اپنا غبار نکالتے ہوئے لکھا ہے:

"جمعہ کی اذانِ ثانی کو مسجد سے باہر کرنے کے لئے سب سے پہلے مولانا احمد رضا خان اُٹھے اور حضرت عثمان سے اختلاف کیا جو مسئلہ شیعہ کے سوا کسی کے ہاں اختلافی نہ تھا اسے اختلافی بنادیا۔"

(مطالعہ بریلویت، جلد ۷، صفحہ ۴۷ دارالمعارف، الفضل مارکیٹ، اردو بازار، لاہور)

ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی کے فریب کا مدلل جواب:

☆ ڈاکٹر صاحب نے حسبِ عادت ہاتھ کی صفائی دکھاتے ہوئے اعلیٰ حضرت رحمة اللّٰه تعالیٰ علیه کو شیعہ کے ساتھ ملانے کی کوشش کی ہے۔ تاکہ آپ کو موردِ طعن بنایا جاسکے۔ لیکن ڈاکٹر صاحب اپنے اس مذموم مشن میں کامیاب نہیں ہو سکتے کیوں کہ اعلیٰ حضرت رحمة اللّٰه تعالیٰ علیه نے اذانِ ثانی کے جائز ہونے کا انکار نہیں کیا، بلکہ اذان دینے کی جگہ کے متعلق سنتِ رسول صلی اللّٰه علیه وسلم وسنتِ خلفائے راشدین رضی اللّٰه تعالیٰ عنهم سے ثابت حق موقف بیان کیا ہے۔ (اس مسئلہ پر اعلیٰ حضرت کا موَقف پہلے صفحات میں نقل کیا جا چکا ہے) جب کہ اس کے برعکس شیعہ تو اصلاً اس اذان کو جائز ہی نہیں مانتے بلکہ بدعتِ عثمانی کہتے ہیں۔ شیعہ کے مزعومہ "اعلم العُلماء والمجتهدین رئیس المِلّة وَالدّین زعیم الحوزة العِلمِيّة آية اللّٰه العظمٰی" سید علی حسینی سیستانی کے فتاویٰ پر مشتمل کتاب "توضیح المسائل" میں جمعہ کی اذانِ ثانی کے متعلق لکھا ہے:

"جمعہ کے دن کی دوسری اذان بدعت ہے"

(توضیح المسائل صفحہ 122 مطبوعہ جامعہ تعلیمات اسلامی پوسٹ بکس نمبر 5425 کراچی، پاکستان)

☆ شیعہ کے علاوہ معترض و معاند ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی کے ہم مسلک مولوی ابوبکر غازی پوری دیوبندی صاحب نے بھی اذانِ ثانی کے متعلق ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے لکھا ہے کہ جمعہ کی اذانِ عثمانی کو شیعہ بدعت کہتے ہیں یا غیر مقلدین۔ ابوبکر غازی پوری دیوبندی کے مقالہ کے چار اقتباسات ذیل میں ملاحظہ کریں:

پہلا اقتباس:

"تمام محدثین وفقہا اور پوری ملتِ اسلامیہ

اِس اذان کو مسنون مانتی ہیں اور پورے عالمِ اسلام میں صحابہ کرام کے زمانہ سے لے کر آج تک اس اذان پر عمل ہو رہا ہے، اہلِ سنت کی تمام مساجد میں جمعہ کی دو اذان ہوتی ہے، البتہ امت کے اس اجماعی عمل کے خلاف شیعوں نے اس اذان پر بدعت ہونے کا حکم لگایا ہے اور انہیں کی اتباع وتقلید میں غیر مقلدین بھی اس اذان کو بدعت قرار دیتے ہیں اور نام رکھے ہوئے ہیں اہلِ حدیث اور سلفی۔''

(دو ماہی مجلّہ ''زمزم'' غازی پور، انڈیا، جلد:۳ شمارہ:۳ صفحہ ۴۷)

<u>دوسرا اقتباس:</u>

''ابن تیمیہ نے اپنی کتاب'' منہاج السنہ'' جلد ثالث ص۲۰۴ و۲۰۵ میں اس مسئلہ پر مفصل بحث کی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ شیعہ رافضی کا یہ کہنا کہ جمعہ کی اذانِ عثمانی بدعت ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ اگر یہ بدعت تھی تو حضرت علی **رضی اللّٰہ تعالٰی عنه** نے اپنے زمانہ خلافت میں اس بدعت کو ختم کیوں نہیں کر دیا۔ اگر یہ اذان بدعت تھی تو کسی صحابی نے اس پر انکار کیوں نہیں کیا؟ اگر شیعہ اور رافضی یہ کہتے ہیں کہ یہ اس لیے بدعت ہے کہ اس کی کوئی شرعی دلیل نہیں ہے، حضرت عثمان نے اس کو بلا دلیلِ شرعی جاری کیا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ان رافضیوں اور شیعوں کو یہ کہاں سے معلوم ہوا کہ حضرت عثمان نے اس کو بلا دلیلِ شرعی جاری کیا؟ اگر تمہیں اس کی دلیلِ شرعی نہیں معلوم تو کیا ضروری ہے کہ حضرت عثمان کو بھی اس کی دلیلِ شرعی معلوم نہ ہو۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ: 'حضرت عثمان کا یہ وہ فعل تھا جس کو ساری امت نے بالاتفاق قبول کیا ہے چاروں مذاہب والوں کا اس پر عمل ہے جیسا کہ تمام امت نے حضرت عمر **رضی اللّٰہ عنه** کے تراویح والے عمل کو ایک امام کے پیچھے باجماعت تراویح پڑھنا بالاتفاق قبول کر لیا ہے اور آج تک ساری امت اسی طرح تراویح پڑھتی ہے'، ابن تیمیہ مزید فرماتے ہیں: **وکلھم متفقون علٰی اتباع عمر وعثمان فیما سناہ** یعنی 'ساری امت حضرت عمر اور حضرت عثمان **رضی اللّٰہ عنہما** کے مسنون وجاری کردہ عمل کو بالاتفاق قابلِ اتباع سمجھتی ہے'۔ تعجب ہے کہ جماعتِ غیر مقلدین شیعوں کی اتباع وتقلید میں ایک ایسے عمل کو بدعت قرار دیتی ہے جس کو ساری امت نے سنت سمجھ کر قبول کیا ہے اور اس لیے اس کو سنت سمجھا ہے کہ خلفائے

راشدین کا کوئی عمل بدعت نہیں ہوتا ہے بلکہ بحکم رسول اللہ وہ سنت ہی ہوتا ہے''۔

(دوماہی مجلّہ ''زمزم'' غازی پور، انڈیا صفحہ جلد:۳ شمارہ:۳ ص48)

تیسرا اقتباس:

''حضرت عثمان رضی اللّٰہ عنہ کی جاری کردہ اذان کو بدعتِ شرعی قرار دینا کسی اہلِ سنت والجماعت سے متصور نہیں ہو سکتا، یہ صرف شیعوں رافضیوں اور غالی اور متشدد قسم کے غیر مقلدین کا عقیدہ ہے۔ میں نے غالی و متشددین کی بات اس لیے کی ہے کہ سنجیدہ غیر مقلدین بھی اس اذانِ عثمانی کو بدعت نہیں قرار دیتے بلکہ اس کے جواز کے قائل ہیں۔''

(دوماہی مجلّہ ''زمزم'' غازی پور، انڈیا جلد:۳ شمارہ:۳ صفحہ 49,50)

چوتھا اقتباس:

''حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی جاری کردہ اذان کو بدعت کہنا جیسا کہ غیر مقلدین کہتے ہیں بڑی جرأت اور بڑی جسارت اور خلفائے راشدین کی شان میں نہایت گستاخی ہے۔''

(دوماہی مجلّہ ''زمزم'' غازی پور، انڈیا، جلد:۳ شمارہ:۳ صفحہ 53)

مولوی ابوبکر غازی پوری دیوبندی صاحب کے ان اقتباسات سے ثابت ہوا کہ شیعہ اور غیر مقلدین اذانِ ثانی کو جائز ہی نہیں مانتے۔ جب کہ اعلیٰ حضرت اس کو جائز مانتے ہیں (اس مسئلہ پر اعلیٰ حضرت کا مؤقف آپ پہلے صفحات میں ملاحظہ فرما چکے ہیں)۔ ڈاکٹر صاحب نے حسبِ عادت جو الزام اعلیٰ حضرت پر لگایا بحمدہٖ تعالیٰ اس کی خوب تردید ہو گئی۔

مسئلہ اذانِ ثانی پر تعامل کے متعلق دیوبندی اعتراض کا جواب دیوبندی علما سے:

رہا دیوبندیہ کا یہ اعتراض کہ اذانِ ثانی کے داخلِ مسجد ہونے پر تعامل بتوارث رہا ہے۔ تو اس کا جواب پیش ہے۔ دیوبندیوں کے مزعومہ ''امام'' اور ''فقیہ النفس'' مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی صاحب نے جماعتِ ثانیہ کے متعلق اپنے رسالہ میں لکھا ہے:

''قرونِ ثلاثہ کے بعد کسی قرن میں بغیر کسی حجت شرعیہ قائم کئے کسی مصلحت کی وجہ سے کوئی بات پیدا ہوگئی اور اخلاف نے اسلاف کے اتباع کی وجہ سے اس پر عمل شروع کر دیا اور ہوتے ہوتے وہ مسلمات اور ضروریات کے درجے تک پہنچ گیا کہ چھوڑنا ضروریاتِ دین کو چھوڑنے کے برابر خیال کیا جانے لگا تو اس صورتِ عمل کو رواج کہتے ہیں یہ کوئی دلیل نہیں ہوئی اور ہر گز قابلِ التفات نہیں ہوتا اگرچہ علماء نے بھی بلا تردد اس پر عمل کیا ہو۔''

(القطوف الدانیہ مشمولہ تالیفاتِ رشیدیہ، صفحہ ۲۷۷، ادارۂ اسلامیات، ۱۹۰ انارکلی، لاہور)

اسی سلسلۂ گفتگو میں چند سطر بعد رشید گنگوہی صاحب نے مزید لکھا ہے:

''تو ارثِ اجماعی بھی اُس وقت معتبر ہوتا ہے جبکہ تعامل صحابہ اور قرونِ ثلثہ کے خلاف نہ ہو اور ''ما رآہ المسلمین'' اُسی وقت ہوتا ہے جبکہ حضور اقدس صلی اللّٰہ علیہ وسلم سے قولی، فعلی، تقریری اور صحابہ کرام و تابعین ابرار و مجتہدین عظام علیہم الرضوان سے اس میں کوئی تصریح نہ ہو اور اگر ہو تو پھر مسلمانوں کی پسندیدگی یا ناپسندیدگی کو اس میں دخل نہ ہوگا حتیٰ کہ مجتہدین کا اجتہاد بھی معتبر نہ ہوگا چنانچہ شارحِ منیہ نے کہا ہے کہ روایت کے خلاف درایت لینا مناسب نہیں ہے۔''

(القطوف الدنیہ مشمولہ تالیفاتِ رشیدیہ صفحہ ۷۷، ادارۂ اسلامیات ۱۹۰، انارکلی، لاہور)

مولوی خلیل احمد انبیٹھوی دیوبندی کے نام سے شائع کتاب ''براہین قاطعہ'' کے چار اقتباسات ملاحظہ کریں جن میں لکھا ہے:

''اگر کروڑوں علماء بھی فتویٰ دیویں بمقابلہ نص کے ہرگز قابل اعتبار کے نہیں اگر کچھ بھی علم و عقل ہو تو ظاہر ہے۔''

(براہین قاطعہ صفحہ 169 مطبوعہ دارالاشاعت، اردو بازار، کراچی)

''جو ایک دو عالم موافق نصوصِ شرعیہ کے فرما دے اور اس کی تمام دنیا مخالف ہو کر کوئی بات خلافِ نصوص اختیا کرے تو وہ ایک دو ہی عالم مظفر منصور اور عنداللہ مقبول ہوویں گے۔''

(براہین قاطعہ صفحہ 169 مطبوعہ دارالاشاعت، اردو بازار، کراچی)

''ارشادِ فخر عالم ہے کہ جو موافق کتاب وسنت کے کہے وہ طائفہ قلیلہ اگر چہ رجلِ واحد بھی ہو وہ علی الحق اور اس کی مخالف تمام دنیا بھی ہو تو مردود ہے''

(براہین قاطعہ صفحہ 169 مطبوعہ دارالاشاعت، اردو بازار، کراچی)

''طریقہ صحابہؓ کا حسبِ ارشادان احادیث کے میزان ہے جس کا طریقہ اور قول وضع صحابہؓ سے موافق ہے وہی حق ہے الحاصل مثل آفتاب نصف النہار کے واضح ہو گیا کہ اکثر المسلمین اور جماعتِ کثیرہ اور سوادِ اعظم اہل السنّت والجماعت ہیں اور ان کا طریقہ موجبِ نجات اور سنت ہے اور اس کے ہی التزام کا حکم ہے پس جو اس کے موافق ہے اگر چہ ایک ہی عالم ہو وہ سوادِ اعظم اور حق ہے اور جو اس کے خلاف کہے اگر چہ تمام عالم ہو باطل ہے۔''

(براہین قاطعہ صفحہ 171,172 مطبوعہ دارالاشاعت، اردو بازار، کراچی)

مولوی حکیم اسحاق بلیاوی دیوبندی صاحب نے تعامل کے متعلق لکھا ہے:

''غیر مشروع امور عرف و عادت سے مشروع نہیں ہوجایا کرتے''

(قاطع الورید من المبتدع العنید ملقب بہ الابداع فی مسئلۃ خطبۃ الوداع صفحہ ۹۸ مطبوعہ بلالی سٹیم پریس، ساڈھورہ)

انہی دیوبندی مولوی صاحب نے اپنی کتاب کے آخری صفحہ پر مزید لکھا ہے:

''مسلمانوں میں جو چیز خلاف شرع رواج پا جاوے وہ رواج سے جائز نہیں ہوسکتی۔''

(قاطع الوریدمن المبتدع العنید ملقب بہ الابداع فی مسئلۃ خطبۃ الوداع مطبوعہ بلالی سٹیم پریس، ساڈھورہ)

مولوی رشید احمد گنگوہی ،مولوی خلیل احمد انبیٹھوی اور مولوی اسحاق بلیاوی دیوبندی کے پیش کئے گئے ان اقتباسات سے یہ واضح ہوگیا کہ اگر کسی مسنون فعل کے خلاف کوئی فعل رواج پا جائے حتیٰ کہ مجتہدین بھی اس کے حق میں فتویٰ دے دیں، تب بھی اس کا اعتبار نہیں ہوگا۔لہٰذا اذانِ ثانی کے متعلق تعامل والا شبہ ہرگز قابلِ مَسمُوع نہیں۔کیونکہ مولوی عبدالشکور لکھنوی،مولوی انور شاہ کشمیری دیوبندی اور دیگر دیوبندیوں کے پیش کیے گئے حوالہ جات سے یہ ثابت ہوگیا ہے کہ جمعہ کی اذانِ ثانی حضور صلی اللّٰہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین رضی اللّٰہ تعالیٰ عنھم کے دور میں خارجِ مسجد ہوتی تھی۔ ہشام بن عبدالملک نے اس کو داخلِ مسجد کیا۔تعامل کے متعلق مزید وضاحت سیّدی اعلیٰ حضرت علیہ رحمہ کی کتاب ''شمائم العنبر'' کے چوتھے شمامہ کا صفحہ ۹ تا ۱۴ ملاحظہ کریں۔

حضرت علامہ عبدالحیٔ لکھنوی سے اعلیٰ حضرت کی تائید:

حضرت علامہ عبدالحیٔ لکھنوی (جو کہ علمائے دیوبند کے ہاں بھی مستند تسلیم کیے جاتے ہیں) نے بھی مسئلہ اذانِ ثانی میں سیّدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللّٰہ تعالیٰ علیہ کی تائید کرتے ہوئے لکھا ہے:

''بلاشبہ ابوداؤد کی روایت سے یہ امر ثابت ہے کہ اذانِ ثانی خارجِ مسجد روبروئے خطیب ہوتی تھی فان یؤذن بین یدی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اذا جلس علی المنبر یوم الجمعۃ علی باب المسجد ۔جب حضور سرورِعالم صلی اللّٰہ علیہ وسلم جمعہ کے دن منبر پر بیٹھتے تو آپ کے روبرو مسجد کے دروازے پر اذان دی جاتی۔''

(فتاویٰ عبدالحی، ج:۱،ص:۲۴۹، ناشر ایچ ایم سعید کمپنی،ادب منزل پاکستان چوک، کراچی۔اردو ترجمہ:مفتی برکت اللّٰہ لکھنوی)

مولانا عبدالحی لکھنوی کے اس اقتباس سے ثابت ہوا کہ دورِ رسالت میں جمعہ کی اذانِ ثانی مسجد سے باہر ہوتی تھی۔

سرِ دست اس مضمون میں سیدی اعلیٰ حضرت کے بغیض علمائے دیوبند کے موقف کی تردید اور اعلیٰ حضرت کے مؤقف کی تائید دیوبندی اور غیر مقلد وہابی علما سے پیش کی جارہی ہے تا کہ اس مسئلہ میں بھی سیّدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللّٰہ تعالیٰ علیہ کے موقف کی حقانیت ان کے مخالفین پر واضح ہو سکے کہ اگر چہ علمائے دیوبند نے اس مسئلہ میں سیّدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللّٰہ تعالیٰ علیہ سے اختلاف کیا لیکن پھر بھی بعض دیوبندی اکابر علما کو سیّدی اعلیٰ حضرت کے موقف کی صداقت کو تسلیم کرنے کے سوا چارہ نظر نہ آیا۔

نبی کریم صلی اللّٰہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کے زمانہ میں جمعہ کی دوسری اذان مسجد سے باہر ہوتی تھی: مولوی عبدالشکور لکھنوی دیوبندی

1- امام الدیابنہ مولوی عبدالشکور دیوبندی صاحب نے اپنی

کتاب ''علم الفقہ'' میں جمعہ کی دوسری اذان کے متعلق حاشیہ میں لکھا ہے:

''نبی کریم صلی اللّٰہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کے زمانہ میں یہ اذان بھی مسجد کے اندر نہ ہوتی تھی مگر عبدالملک نے اپنے زمانہ میں اس کو مسجد کے اندر داخل کرلیا۔''

(علم الفقہ، صفحہ ۱۶۰، حصہ دوم، دارالاشاعت، اردو بازار کراچی)

ضروری نوٹ: نام کے متعلق یہاں مولوی عبدالشکور لکھنوی سے غلطی ہوئی ہے کیونکہ صحیح نام ہشام بن عبدالملک ہے۔

اذانِ ثانی پر صحابہ کا اتفاق ہے: مولوی ادریس کاندھلوی دیوبندی

2۔ مولوی ادریس کاندھلوی دیوبندی صاحب نے اپنی کتاب میں اذانِ ثانی کے متعلق لکھا ہے:

''تمام صحابہ کرام مہاجرین اور انصار نے حضرت عثمانؓ کے اس عمل کو مستحب اور مستحسن سمجھا اور حضرت علیؓ نے بھی اس کی موافقت فرمائی حتیٰ کہ حضرت علیؓ نے اپنے دورِ خلافت میں اس اذانِ ثانی کو برقرار رکھا اور اسی پر تمام مذاہبِ اربعہ کا اتفاق ہے۔''

(خلافتِ راشدہ صفحہ 144 مطبوعہ مکتبہ عثمانیہ جامعہ اشرفیہ، فیروز پور روڈ، لاہور)

مذکورہ بالا اقتباس میں مولوی ادریس کاندھلوی دیوبندی صاحب نے تسلیم کیا ہے کہ جمعہ کی اذانِ ثانی کے جائز ہونے پر تمام صحابہ اور مذاہبِ اربعہ کا اتفاق ہے۔اور مولوی ادریس کاندھلوی دیوبندی کے اس اقتباس سے پہلے مولوی عبدالشکور لکھنوی دیوبندی کی کتاب ''علم الفقہ'' کا اقتباس نقل کیا ہے، جس میں اس بات کو تسلیم کیا گیا ہے کہ خلفائے راشدین کے زمانہ میں یہ اذان مسجد میں نہیں ہوتی تھی۔ لہٰذا دونوں حوالہ جات سے ثابت ہوا کہ اذانِ ثانی کے مسجد سے باہر ہونے پر صحابہ کرام رضی اللّٰہ عنھم کا اتفاق ہے۔اس لیے اگر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللّٰہ تعالٰی علیہ نے جمعہ کی اذانِ ثانی کے مسجد سے باہر ہونے کا فتویٰ دیا ہے تو یہ بالکل برحق ہے اور اعلیٰ حضرت کے بُغض میں دیوبندی علما کا صحابہ کرام رضی اللّٰہ عنھم کے اتفاقی عمل کی مخالفت کرنا سراسر غلط ہے۔

حضرت عثمان رضی اللّٰہ عنہ کے دور میں اذان مسجد سے باہر ہوتی تھی: پالن حقانی دیوبندی

3۔ قاری طیب دیوبندی، سابق مہتمم دیوبند اور دیگر دیوبندی علما کی تائید کردہ کتاب ''شریعت یا جہالت'' میں مسئلہ اذانِ ثانی کے متعلق پالن حقانی دیوبندی صاحب نے لکھا ہے:

''ابن الحاج محمد مالکی نے اپنی کتاب ''مدخل'' میں لکھا ہے کہ جمعہ کی اذان میں سنت طریقہ یہ ہے کہ جب امام منبر پر بیٹھے تو اذان دینے والا مینارہ پر ہو۔ حضور صلی اللّٰہ علیہ وسلم اور ابوبکر وعمر رضی اللّٰہ عنھما کے زمانے میں یہی طریقہ تھا۔ پھر حضرت عثمان غنی رضی اللّٰہ

عنہ کے زمانے میں ایک اذان اور زیادہ کردی گئی۔ جو زوراء پر ہوتی تھی (زوراء مدینہ منورہ کے بازار کو کہتے ہیں) اور وہ اذان جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تھی وہ مینار پر ہی ہوتی رہی، (یعنی چھت پر) پھر جب ہشام بن عبدالملک والی ہوا (یعنی حاکم بن بیٹھا) تو اُس نے اِس اذان کو جس کی ابتدا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانے سے ہوئی تھی مینارہ پر کردی۔ اور اُس وقت تک مؤذّن ایک ہی ہوتا تھا جو اذان زوال کے بعد دیتا تھا۔ پھر امام کے منبر پر بیٹھنے کے وقت۔ جو اذان مینارہ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر وعمر وعثمان رضی اللہ عنہم کے شروع زمانہ میں ہوتی تھی اُس کو امام کے سامنے کردیا (حاشیہ شرح وقایہ عربی جلد اوّل ص ۲۴۵، باب الجمعہ) میرے عزیز دوست! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک ہی اذان تھی جو مسجد کی چھت پر ہوتی تھی۔ حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے زمانے تک یہی دستور رہا، اس کے بعد جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت ہوئی تو آپ نے ایک اذان زیادہ کردی اور وہ اذان مدینہ منورہ کے بازار میں ہوتی تھی۔ پھر ہشام بن عبدالملک جب تخت پر بیٹھا تو اس نے بازار والی اذان کو مینارہ پر کردیا، اور جو اذان مینارہ پر ہوتی تھی اس کو مسجد کے اندر منبر کے سامنے کردیا اور اس عمل کو سبھوں نے پسند کرلیا، کسی نے اس کی مخالفت نہیں کی۔ تو اس سے معلوم یہ ہوتا ہے کہ جمعہ کی اذان جو منبر کے سامنے ہوتی ہے وہ بھی جائز ہے اور مسجد کے باہر دیں تو بھی جائز ہے''

(شریعت یا جہالت صفحہ 506،505 مطبوعہ دارالاشاعت مقابل مولوی مسافر خانہ، کراچی۔ 1981ء)

علمائے دیوبند کی تائید کردہ کتاب ''شریعت یا جہالت'' سے ثابت ہوگیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کی دور میں اذان مسجد سے باہر ہوتی تھی۔ ہشام بن عبدالملک نے اذان کو داخلِ مسجد کیا۔ اب آپ ہی بتایئے اعلیٰ حضرت نے اگر یہ فرمایا ہے کہ ''اذان مسجد سے باہر ہو'' تو یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کی سنت کا احیا ہی کیا ہے اس میں کون سی غلط بات ہے؟۔

جمعہ کی اذانِ ثانی کے متعلق اعلیٰ حضرت کا مؤقف درست ہے: انور شاہ کشمیری دیوبندی

4۔ علمائے دیوبند کے مزعومہ ''امام اعظم'' مولوی انور شاہ کشمیری دیوبندی صاحب نے بھی مسئلہ اذانِ ثانی کے مسجد سے باہر ہونے کے سلسلہ میں سیدی اعلیٰ حضرت

رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے مؤقف کو درست قرار دیا۔ مولوی احمد رضا بجنوری دیوبندی صاحب نے اپنے استاد مولوی انور شاہ کشمیری دیوبندی صاحب سے نقل کیا ہے کہ کشمیری صاحب نے کہا:

''تقریباً بیس اکیس سال پہلے احمد رضا خان نے اذانِ ثانی للجمعہ کے خارجِ مسجد ہونے کا فتویٰ دیا تھا اور صرف یہی مسئلہ ہے کہ اس نے حق کہا ہے۔''

(انوارالباری، باب الاذان یوم الجمعہ، جلد ۱۷ صفحہ ۱۲۸، ادارۂ تالیفات اشرفیہ، بیرون بوہڑ گیٹ، ملتان)

ابوداؤد کی حدیث سے اعلیٰ حضرت کا مؤقف ثابت ہے: مولوی انور شاہ کشمیری دیوبندی

5۔ اس کے بعد کشمیری صاحب نے مسئلہ اذانِ ثانی کے متعلق سیّدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے مؤقف کی تائید کرتے ہوئے مزید کہا:

''حضرت مولانا شیخ الہند سے میری اس مسئلہ میں گفتگو ہوئی اور میں نے ان سے بھی یہی بات کہی تھی...... کہ یہ بات اس نے حق کہی ہے کیونکہ ابوداؤد میں تصریح کی ہے کہ حضورِ اکرم..... کے زمانہ میں اذان مسجد کے دروازہ پر ہوتی تھی (اندر نہ ہوتی تھی) اور اندر ہونے کی اصل بنی امیہ سے ہے۔''

(انوارالباری باب الاذان یوم الجمعہ، جلد ۱۷، صفحہ ۱۲۸، ادارۂ تالیفات اشرفیہ، بیرونِ بوہڑ گیٹ، ملتان)

اذانِ ثانی کے مسجد میں ہونے کے متعلق کسی کے پاس مذاہبِ اربعہ سے کوئی دلیل نہیں: انور شاہ کشمیری دیوبندی

6۔ اذانِ ثانی کے متعلق کشمیری دیوبندی صاحب نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا:

''میں حیران رہا اور سمجھا کہ ((اذانِ ثانی کے داخلِ مسجد ہونے کے متعلق)) اور کسی کے پاس کچھ سامان تو تھا نہیں۔''

(انوارالباری، باب الاذان یوم الجمعہ، جلد ۱۷، صفحہ ۱۲۸ ادارۂ تالیفاتِ اشرفیہ، بیرونِ بوہڑ گیٹ، ملتان)

7۔ اسی ''انوارالباری'' میں ایک اور مقام پر اسی طرح کی بات لکھی ہے جس میں انور شاہ کشمیری دیوبندی صاحب نے کہا:

''چاروں مذاہب میں اندر ہونے کا سامان نہیں۔''

(انوارالباری باب الاذان یوم الجمعہ، جلد ۱۷، صفحہ ۱۲۸، ادارۂ تالیفات اشرفیہ، بیرونِ بوہڑ گیٹ، ملتان)

جمعہ کی اذانِ ثانی مسجد میں دینا بنی امیہ کا عمل ہے یہ اذان مسجد سے باہر ہونی چاہیے: انور شاہ کشمیری دیوبندی

8۔ اسی سلسلۂ گفتگو میں انور شاہ کشمیری صاحب نے اذانِ ثانی کے داخلِ مسجد ہونے کو روکنے کے لیے کہا ہے:

''بنی امیہ کے عمل کو گرنا چاہیے تھا مگر اب تک اسی پر عمل ہوتا آیا۔''

(انوارالباری باب الاذان یوم الجمعہ، جلد ۱۷، صفحہ ۱۲۸، ادارۂ تالیفات اشرفیہ، بیرونِ بوہڑ گیٹ، ملتان)

مولوی عبدالشکور لکھنوی دیوبندی ،مولوی انورشاہ کشمیری دیوبندی اور پالن حقانی دیوبندی کے پیش کیے گئے مندرجہ بالا حوالہ جات سے ثابت ہوا کہ جمعہ کی اذانِ ثانی حضور صلی اللّٰہ علیہ وسلم اورخلفائے راشدین رضی اللّٰہ تعالٰی عنہم کےادوار میں مسجد سے باہر دی جاتی تھی۔لیکن ڈاکٹر خالدمحمود دیوبندی نے لکھ دیا ہے:

''جمعہ کی اذان منبر کے سامنے یہ اذان حضرت عثمان کے وقت سے مسجد میں ہورہی ہے''

(مطالعہ بریلویت،جلد ۷ صفحہ ۴۷،دارالمعارف الفضل مارکیٹ،اردو بازار،لاہور)

ڈاکٹر صاحب کی اس بات کی تردید کے لیے ان کے اپنے دیوبندی علما کے پیش کیے گئے اقتباسات ہی کافی ہیں۔

9۔جمعہ کی اذانِ ثانی مسجد سے باہر بھی جائز ہے:مفتی کفایت اللہ دیوبندی

پالن حقانی دیوبندی صاحب نے اذانِ ثانی کے متعلق دیوبندی فرقہ کے مزعومہ مفتیٔ اعظم مولوی کفایت اللہ دہلوی صاحب کا موَقف بھی نقل کیا ہے،ملاحظہ کریں:

''صدر مدرس مدرسہ امینیہ، دہلی کا فتویٰ۔
سوال:خطبہ کی اذان کس جگہ ہونی چاہیے؟
جواب:خطیب کے سامنے ہونی چاہیے، منبر کے پاس ہو،یاایک دوصفوں کے بعد یا ساری صفوں کے بعد،مسجد میں ہویا باہر، ہر طرح جائز ہے۔(تعلیم الاسلام حصہ چہارم ص ۴۸ جمعہ کی نماز کے بیان میں)''

(شریعت یاجہالت صفحہ 506 مطبوعہ دارالاشاعت مقابل مولوی مسافر خانہ،کراچی۔1981ء)

قارئین نے یہ اقتباس بھی ملاحظہ فرمایا جس میں دیوبندی مفتی نے لکھا ہے کہ اذان مسجد کے اندر بھی جائز ہے اور باہر بھی۔ حالانکہ ان کو لکھنا چاہیے تھا کہ مسجد کے باہر اذان دینا حضور صلی اللّٰہ علیہ وسلم اورخلفائے راشدین رضی اللّٰہ تعالٰی عنہم کی سنت سے ثابت ہے۔ اس لیے اذان مسجد کے باہر ہی دی جائے۔لیکن مفتی صاحب نے ایسا نہیں لکھا۔حیرانگی ہے کہ یہی دیوبندی معمولاتِ اہلِ سنت میلاد، فاتحہ،عُرس پر حضور صلی اللّٰہ علیہ وسلم اورخلفائے راشدین رضی اللّٰہ تعالٰی عنہم کے افعال سے ثبوت طلب کرتے ہیں لیکن مسئلہ اذانِ ثانی پر ان کا معیار بدل جاتا ہے اور حضور صلی اللّٰہ علیہ وسلم وخلفائے راشدین رضی اللّٰہ تعالٰی عنہم کی سنت کی بجائے ہشام بن عبدالملک کی سنت پر عمل کرنے کی ترغیب دی جاتی ہے اور سنتِ نبوی کا احیا کرنے والے عالمِ ربانی اعلیٰ حضرت پر تبرّا کیا جاتا ہے۔ڈاکٹر خالدمحمود دیوبندی صاحب نے سیّدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللّٰہ علیہ کو موردِ طعن ٹھہراتے ہوئے لکھا ہے:

''جمعہ کی اذانِ ثانی کو مسجد سے باہر کرنے کے لئے سب سے پہلے مولانا احمد رضا خان اُٹھے۔''

(مطالعہ بریلویت،جلد ۷ صفحہ ۴۷،دارالمعارف الفضل مارکیٹ،اردو بازار،لاہور)

ڈاکٹر صاحب!بتایئے،کیا دیوبندی مذہب میں سنتِ نبوی صلی اللّٰہ علیہ وسلم کا احیاء کرنا بھی قابلِ طعن سمجھا جاتا ہے؟

مسجد میں اذان کے قائلین سے زبردست مطالبہ:

☆ سیّدی اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

''حاشیۂ طحطاوی میں ہے :یکرہ ان

یـؤذن فـی الـمسـجـد کـمـا فـی القهستانی عن النظم ،فان لم یکن ثـمه، مکان مرتفع للاذان یؤذن فی فناء المسجد کما فی الفتح۔

یعنی’’مسجد میں اذان دینی مکروہ ہے جیسا کہ قہستانی میں نظم سے منقول ہے تو اگر وہاں اذان کے لئے کوئی بلند مکان نہ بنا ہو تو مسجد کے آس پاس اُس کے متعلق زمین میں اذان دے جیسا کہ ’’فتح القدیر‘‘ میں ہے‘‘۔

(حـاشیة الطحطـاوی عـلی مـراقی الفلاح ، بـاب الاذان ،صفحہ۲۰مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب، کراچی)

یہ تمام ارشادات صاف صاف مطلق بلا قید ہیں جن میں جمعہ وغیرہا کسی کی تخصیص نہیں، مدعی تخصیص پر لازم کہ ایسے ہی کلماتِ صریحہ معتمدہ میں اذانِ ثانی جمعہ کا استثناء دکھائے مگر ہرگز نہ دکھا سکے گا‘‘۔

(اوفـی الـلـمعة فی اذان یوم الـجـمـعة صفحہ۴، ۵مطبوعہ رضا اکیڈمی، ۲۶۔ کامبیکر اسٹریٹ، بمبئی۔ایضاً فتاویٰ رضویہ جلد۸ کتـاب الـصـلاۃ مطبوعہ جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور)

سیّدی اعلیٰ حضرت کے اس زبردست مطالبہ کی روشنی میں اب ذیل میں وہ حوالہ جات پیش کیے جا رہے ہیں جن میں دیوبندی علمانے مطلقاً تسلیم کیا ہے کہ اذان مسجد سے باہر ہونی چاہیے۔

اذان مسجد سے باہر دینا سنت ہے: پالن حقانی دیوبندی

10۔ قاری طیب دیوبندی سابق مہتمم دیوبند اور دیگر دیوبندی علماء کی تائید کردہ کتاب ’’شریعت یا جہالت‘‘ میں پالن حقانی دیوبندی صاحب نے لکھا ہے:

’’سنت یہ ہے کہ اذان اونچی جگہ دے مسجد کے اندر نہیں بلکہ میـذنـہ ((منارہ یا اذان دینے کی جگہ۔میثم قادری)) پر یا مسجد سے باہر ہونی چاہیے۔‘‘ (عین الہدایہ جلد نمبر 1 ص 295 باب الاذان، اور عالمگیری جلد 1 ص75 باب الاذان میں بھی ہے)۔‘‘

(شریعت یا جہالت صفحہ 505 مطبوعہ دارالاشاعت مقابل مولوی مسافر خانہ، کراچی۔1981ء)

اس اقتباس میں ’’عین الہدایہ‘‘ اور ’’فتاویٰ عالمگیری‘‘ کے حوالہ جات سے ثابت کیا ہے کہ سنت یہ ہے کہ اذان مسجد سے باہر ہونی چاہیے۔

اذان کا مسجد سے باہر دینا اولیٰ ہے: مفتی شیخ فرید دیوبندی

11۔ علمائے دیوبند کے مزعومہ ’’محدثِ کبیر‘‘ اور ’’فقیہ العصر‘‘ مفتی شیخ فرید صاحب نے بھی اذان کے متعلق لکھا ہے:

’’اذان کا مسجد سے باہر دینا اولیٰ ہے۔‘‘

(فتاویٰ فریدیہ جلد دوم، صفحہ۱۸۱ ناشر مہتمم دارالعلوم صدیقیہ زروبی ضلع صوابی)

اذان مسجد سے باہر ہونی چاہیے: مفتی عبدالحق دیوبندی

12۔ مفتی عبدالحق دیوبندی صاحب نے لکھا ہے:

’’بہتر یہ ہے کہ اذان مسجد سے باہر اونچی جگہ پر

دی جائے لان بلالا رضی اللّٰہ عنہ کان یوذن علی بیت امرء ۃ من بنی النجار و کان اطول بیت حول المسجد کما فی ابی داؤد ص۷۷ وفی الھندیہ ص۵۷ جلدا و ینبغی ان یوذن علی الما ذنۃ او خارج المسجد و لا یوذن فی المسجد کذا فی فتا ویٰ قاضی خان ‘‘

(فتاویٰ حقانیہ، جلد۳ صفحہ۱۹۳، ناشر جامعہ دارالعلوم حقانیہ، اکوڑہ خٹک)

اذان مسجد سے باہر دینی مستحب ہے: مولوی تنویر احمد شریفی دیوبندی

13۔ مولوی تنویر احمد شریفی دیوبندی صاحب نے لکھا ہے:

’’اذان مسجد کے باہر دینا مستحب ہے۔‘‘

(انگوٹھے چومنے کا مسئلہ دیوبند کی عدالت میں صفحہ۲۲ ناشر الامین مسلم آباد نیو ایم اے جناح روڈ، کراچی)

مسجد میں اذان دینی مکروہِ تنزیہی ہے، دورِ رسالت میں مسجد سے باہر دی جاتی تھی: مولوی شکیل حقانی دیوبندی

14۔ مولوی شکیل احمد حقانی دیوبندی خلیفۂ مجاز مفتی فرید دیوبندی نے اپنی کتاب میں لکھا ہے:

’’آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں اذانِ پنجگانہ خارج عن المسجد ((مسجد سے باہر)) ہوتی تھی‘‘

(اذان کے احکام ومسائل صفحہ۸۲ پبلشرز: نیو سہیل پرنٹنگ پریس، اسد مارکیٹ، نیو اڈہ، مردان، طبع ۲۰۰۴ء)

مولوی شکیل حقانی دیوبندی صاحب نے مزید لکھا ہے:

’’مسجد میں اذان دینا خلافِ اولیٰ یعنی مکروہِ تنزیہی ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اذان میں رفع صوت (آواز بلند کرنا) اور صیاح (چیخنا) ہوتا ہے۔ جو آدابِ مسجد کے خلاف ہے اور مسجد محلِ مناجاتِ الٰہی ہے اس لیے مسجد میں بلند آواز سے بولنا مناسب نہیں۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اپنی مسجد کو اپنے بچوں، دیوانوں اور آوازوں کے اونچا کرنے سے بچاؤ‘‘

(اذان کے احکام ومسائل صفحہ۸۳ پبلشرز: نیو سہیل پرنٹنگ پریس، اسد مارکیٹ، نیو اڈہ، مردان، طبع ۲۰۰۴ء)

اذان مسجد سے باہر دینی چاہیے:

15۔ دیوبندیوں کی طرف سے شائع کردہ مُلّا علی قاری مکی ہَرَوِی کی کتاب ’’الحزب الاعظم‘‘ کے حاشیہ پر لکھا ہے:

’’جو شخص اذان دینا چاہے اسے چاہیے کہ پاک صاف ہو کر کسی بلند مقام پر مسجد سے علیحدہ قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو‘‘

(الحزب الاعظم صفحہ 185 مطبوعہ قدیمی کتب خانہ، مقابل آرام باغ، کراچی)

اذانِ ثانی کے خارج از مسجد ہونے کے متعلق اعلیٰ حضرت کی تائید غیر مقلد وہابی علما سے:

16- غیر مقلد مولوی محمد جونا گڑھی صاحب نے لکھا ہے کہ

اذانِ ثانی:

''بازار کی بلند جگہ کہلوائی جاتی تھی نہ کہ مسجد میں''

(فتاویٰ ستاریہ جلد سوم صفحہ ۸۵ مطبوعہ مکتبہ سعودیہ حدیث منزل، کراچی نمبرا)

17۔ مولوی محمد جوناگڑھی کے موقف کے متعلق ''فتاویٰ ثنائیہ'' میں بھی لکھا ہے:

''مولانا محمد صاحب دہلوی مرحوم اخبارِ محمدی یکم جنوری ۱۹۳۹ء پر اس اذان کو مسجد کے اندر کہلوانا بدعتِ سیّئہ قرار دیتے ہیں۔''

(فتاویٰ ثنائیہ جلد اول صفحہ ۴۳۶، ادارہ ترجمان السنہ، ایبک روڈ، لاہور)

18- غیر مقلدین کے شیخ الحدیث مولوی یونس دہلوی صاحب نے جمعہ کی اذانِ ثانی کے متعلق لکھا ہے:

''یہ اذان مسجد سے باہر ہونی چاہیے مسجد میں یہ اذان دینی بدعت ہے حضرت عثمان نے مسجد سے باہر زوراء بازار میں دلوائی تھی۔''

(دستور المتقی فی احکام النبی صفحہ ۱۶۳، اسلامک پبلشنگ، الفضل مارکیٹ ۱۷، اُردو بازار، لاہور)

19- غیر مقلدین کے مشہور مولوی عبدالستار دہلوی صاحب نے جمعہ کی اذانِ ثانی کے متعلق پوچھے گئے سوال کے جواب میں لکھا ہے:

''مسجد کے اندر خطیب کی آمد کے قبل اذان کہلوانا اذانِ عثمانی نہیں بلکہ اذان مروانی وبدعی ہے اگر مسئلہ ہذا کی مفصل ومدلل بحث دیکھنی منظور ہو تو دفتر صحیفۂ اہلحدیث سے رسالہ ''**اقامة الحجة ان النداء الثالث يوم الجمعه فى المسجد**'' منگوا کر ملاحظہ کریں۔''

(فتاویٰ ستاریہ جلد ۱ صفحہ ۱۹۶، ۱۹۷ ناشر مکتبہ سعودیہ، حدیث منزل، کراچی نمبرا)

20- مولوی عبدالستار دہلوی صاحب نے ایک اور فتویٰ میں لکھا ہے:

''خلفائے اربعہ کے بعد جب ہشام بن عبدالملک خلیفہ ہوا تو مروانیوں نے جہاں دیگر سننِ نبویہ کو درہم برہم کیا وہاں اذانِ عثمانیہ کو بھی خلافِ طریقہ رسول وصحابہ کے مسجد میں جاری کر دیا (**كذافى عون المعبود شرح ابوداؤد**) پس جو لوگ آج جمعہ کے دن مسجد میں اذانِ عثمانیہ کہتے یا کہنے کو جائز سمجھتے ہیں وہ اس میں سنتِ رسول وسنتِ صحابہ کے مخالف اور ہشام بن عبدالملک کے مقلد ہیں ''كائناً من كان'' صد افسوس کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وخلفاءِ اربعہ کی سنت کو چھوڑ کر ہشام بن عبدالملک کی سنت کو ترجیح دیں اور اہلحدیث کہلائیں ''ایں خیال است ومحال است و جنوں۔''

(فتاویٰ ستاریہ جلد ۱ صفحہ ۱۲۱، ناشر مکتبہ سعودیہ حدیث منزل، کراچی نمبرا)

21- اسی ''فتاویٰ ستاریہ'' میں ایک اور مقام پر لکھا ہے:

''جب ہشام بن عبدالملک خلیفہ ہوا تو مروانیوں نے جہاں دیگر سننِ نبویہ پر ہاتھ صاف کیا وہاں اذانِ ثانی کو بھی خلافِ طریقہ نبوی وخلفاء اربعہ کے بعد، مسجد میں جاری کر دیا۔(کذافی عون المعبود شرح ابی داؤد وفتح الباری شرح صحیح البخاری)''

(فتاویٰ ستاریہ جلد۳صفحہ۸۳،مکتبہ سعودیہ حدیث منزل، کراچی نمبرا)

22- مولوی عبدالستار دہلوی صاحب نے اذانِ ثانی مسجد میں دینے کے قائل غیر مقلدین کا رد کرتے ہوئے مزید لکھا ہے:

''خلاصۃ المرام یہ کہ جولوگ آج کل جمعہ کے دن مساجد میں اذانِ ثانی کہتے کہلواتے ہیں وہ اس میں سنت رسول وسنت صحابہ کے مخالف اور ہشام بن عبدالملک کے مقلد ہیں ''کائناً من کان'' تعجب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و خلفائے اربعہ کی سنت پر ہشام بن عبدالملک کے طریقہ کوترجیح دیں اور پھرمتبع رسول ومتبع صحابہ کہلائیں ''ایں خیال است و محال است و جنوں ۔''(فتاویٰ ستاریہ جلد۳ صفحہ۸۴،۸۵مکتبہ سعودیہ حدیث منزل ،کراچی نمبرا)

23- غیر مقلد مولوی ابومحمد عبیداللہ صاحب نے اذانِ ثانی کے متعلق لکھا ہے:

''حضرت عثمان رضی اللّٰہ عنہ سے دوسری اذان خارج عن المسجد ثابت ہے۔''

(فتاویٰ ستاریہ جلد۳صفحہ۸۵مطبوعہ مکتبہ سعودیہ حدیث منزل،کراچی نمبرا)

24- غیر مقلد مولوی عبد الرشید صاحب نے لکھا ہے کہ یہ اذانِ ثانی

''مسجد کے باہر ہوا کرتی تھی وہ مکان بازار میں ہے۔''

(فتاویٰ ستاریہ جلد۳صفحہ۸۵مطبوعہ مکتبہ سعودیہ حدیث منزل، کراچی نمبرا)

25- غیر مقلد مولوی احمد اللہ صاحب نے اذانِ ثانی کے متعلق لکھا ہے:

''دوسری اذان حضرت عثمان کے زمانہ میں باجازت امیر المومنین کہی گئی خارج میں مقام زوراء پر اگر اس طرح کہے جائز ہے اور اگر مسجد کے اندر کہی جائے تو یہ بدعت ہے۔''

(فتاویٰ ستاریہ جلد سوم صفحہ۸۶،مطبوعہ مکتبہ سعودیہ حدیث منزل، کراچی نمبرا)

مولوی احمد اللہ صاحب کے جواب کی تصدیق ۳ غیر مقلد علمانے کی ہے،تصدیقات ملاحظہ کریں۔

26- ''الجواب صحیح'' ابوعرفان محمد سلیمان عفی عنہ مرشدآبادی سند یافتہ مدرسہ دار الکتاب و السنہ۔

27- ''انا اقول بما قال بہ مولانا احمد اللّٰہ'' محمد بن عبد اللہ الندوی مدرس دارالحدیث

الرحمانیه.

28- ''مولانا احمد اللہ صاحب کا جواب مناسب ہے۔''

(عبدالغفور مدرس مدرسہ دارالحدیث رحمانیہ)

(فتاویٰ ستاریہ جلد سوم صفحہ ۸۶ مطبوعہ مکتبہ سعودیہ حدیث منزل، کراچی نمبرا)

29- غیر مقلد وہابی مولوی ابو محمد عبدالجبار صاحب نے جمعہ کی اذانِ ثانی کے متعلق لکھا ہے:

''حضرت عثمان نے اس اذان کو مسجد کے باہر مقامِ زوراء پر دلوایا تھا اب جو لوگ اس اذان کو مسجدوں میں دلواتے ہیں یہ بدعت ہے کیونکہ مقامِ زوراء پر دلوایا تھا'' کما لایخفی واللّٰہ اعلم وعلمه اتم ابو محمد عبدالجبار کھنڈیلہ حال وارد مدرسہ سلفیہ دربھنگہ صوبہ بہار''

30- غربائے اہل حدیث کے امام ابو محمد مولوی عبدالوہاب صاحب نے غیر مقلد مولوی عبد الجبار کے فتویٰ کی تصدیق کرتے ہوئے لکھا ہے:

الجواب صحیح (حضرت الامام مولانا مولوی الحافظ الحاج ابو محمد عبدالوہاب عفی عنه)

(فتاویٰ ستاریہ جلد سوم صفحہ ۸۷ مکتبہ سعودیہ حدیث منزل، کراچی نمبرا)

31- غیر مقلد مولوی عبد الرحمٰن صاحب نے بھی اذانِ ثانی کے متعلق لکھا ہے:

''حضرت عثمان نے جو اذان کہلائی تھی وہ مسجد میں نہ تھی خارجِ مسجد تھی۔''

(فتاویٰ ستاریہ جلد سوم صفحہ ۸۷ مطبوعہ مکتبہ سعودیہ حدیث منزل، کراچی نمبرا)

32- مولوی عبد الرحمٰن صاحب کے اس جواب کی تصدیق کرتے ہوئے غیر مقلد مولوی ابو عمار صاحب نے لکھا ہے:

''الجواب صحیح'' ابوعمار عبدالقہار غفرلہٗ، مدرس مدرسہ دارالسلام، کراچی۔

(فتاویٰ ستاریہ جلد سوم صفحہ ۸۷ مطبوعہ مکتبہ سعودیہ حدیث منزل، کراچی نمبرا)

33۔ غیر مقلدین کے پندرہ روزہ ''صحیفہ اہل حدیث، کراچی'' میں ''اَلْحَقُّ یَعْلُوْ وَلَا یُعْلٰی'' کے عنوان سے غیر مقلد مولوی عبدالوہاب صاحب کے محاسن بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ مولوی عبدالوہاب غیر مقلد نے کہا:

''خطبہ سے پہلے مسجد میں اذان کہنی بدعت ہے امام جب منبر پر بیٹھے تو اُس وقت صرف ایک اذان کہنی سنت ہے ہاں پہلی اذان کی ضرورت ہو تو مسجد سے باہر کہلانی چاہیے جیسا کہ حضرت عثمان رضی اللّٰہ عنہ کے زمانہ میں مسجد سے خارج بازار میں ہوتی تھی، اس مسئلہ پر بھی کچھ عرصہ تک ((مولوی عبدالوہاب غیر مقلد کی)) مخالفت کی گئی بالآخر اس کو بھی تسلیم کرلیا گیا''

(پندرہ روزہ صحیفہ اہلحدیث، کراچی صفحہ: ۵، جلد: ۵۶، شمارہ: ۲۲، بابت ۱۳۹۵ ہجری ر نومبر ۱۹۷۵ء)

قارئین کرام! علمائے دیوبند اور علمائے غیر مقلدین کے پیش کیے گئے حوالہ جات سے یہ بات بخوبی ثابت ہوگئی کہ جمعہ کی اذانِ ثانی کے خارج از مسجد ہونے کے متعلق سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللّٰہ تعالٰی علیہ کا مؤقف برحق ہے۔ علمائے دیوبند و غیر مقلدین کا طرزِ عمل دیکھیں کہ سنتِ نبوی و سنتِ خلفائے راشدین کو زندہ کرنے والے عالمِ ربانی کو اس مبارک فعل کی وجہ سے طعن و تشنیع کی جاتی ہے۔ حالانکہ خود دیابنہ و غیر مقلدین سنتِ نبوی و سنتِ خلفائے راشدین کے عامل ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن مسئلہ اذانِ ثانی میں سنت سے ثابت شدہ فعل کو تسلیم کرنے سے انکار کرتے ہیں۔ نہ صرف انکار کرتے ہیں بلکہ سنتِ نبوی کے مقابل ہشام بن عبد الملک کے طریقہ کو جائز قرار دیتے ہیں۔ یا للعجب۔ مسئلہ اذانِ ثانی کی آڑ میں سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللّٰہ تعالٰی علیہ پر اپنا غبار نکالنے والے دیوبندی علما بالخصوص ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی صاحب کے لئے لمحۂ فکر یہ ہے کہ جس مسئلہ میں سیّدی اعلیٰ حضرت علیہ رحمہ کا مؤقف غلط ثابت کرنے کے لئے انہیں ''مطالعہ بریلویت'' جلد نمبر ۷ کے کئی صفحات کو سیاہ کرنا پڑا، وہی موقف اکابر دیوبند اور ان کے ''ہم مخرج و ہم عقیدہ'' غیر مقلد بھائیوں سے ثابت ہوگیا اور یوں ''مطالعہ بریلویت'' جلد ۷ کے اس حصہ کا اجمالی رد بھی ہوگیا۔ الحمد لِلّٰہ۔ ڈاکٹر صاحب سے گزارش ہے کہ اگر آپ کو خدا و رسول (جل جلالہ و صلی اللّٰہ علیہ وسلم) کی شرم نہیں تو اپنے اکابر کی ہی شرم کر لیں۔

نعت پاک صلی اللّٰہ علیہ وسلم

از- سید شاہ عبدالوہاب قادری جامی، کنیکل انت پورا ے۔ پی

نعت کی بستی میں فن کی کامرانی بیچ دے
بندشوں کا حُسن ولفظوں کی جوانی بیچ دے

باادب بازارِ عشقِ مصطفیٰ میں اے جنوں
طشتِ الفت میں سجا کر عمرِ فانی بیچ دے

اُن کی خاکِ راہ سے خلدی محل تعمیر کر
آئے گی کوئی زبیدہ سی، دوانی بیچ دے

ہو اگر معلوم وردِ نامِ احمد کا ثواب
وقت کا ہر اک سلیماں حکمرانی بیچ دے

ہو کبھی حُسنِ محمد کی جھلک کا سامنا
عاشقِ صادق حیاتِ جاودانی بیچ دے

گر لُعابِ پاک کی لذّت کی الفت ہو نصیب
اپنی ساری چاشنی کوثر کا پانی بیچ دے

عاشقوں کی جان کے بدلے نبی کے سامنے
کیا عجب ہے خود خدا جنت سُہانی بیچ دے

موت ہی دیدارِ نبوی کا ہے واحد راستہ
میں خریدوں کوئی مرگِ ناگہانی بیچ دے

بیچنے والوں نے کیا کیا کچھ نہیں بیچا ہے، تُو
وار کر قدموں پہ اُن کے زندگانی بیچ دے

دینے کو تیار ہوں میں اُس کو منھ مانگی رقم
اَن سُنی اُن کی مجھے کوئی کہانی بیچ دے

بیچ کر اپنا لہو جامؔی خریدے گا اُسے
اُن کے ہونٹوں کا بچا گر کوئی پانی بیچ دے

اہل عرب کی غیرت وحمیت

از:-مولانا محمد حسن رضا، پرنسپل مدرسہ خدمت المومنین سوسائٹی، نیوریلوے روڈ، دام پارٹ، ماریشس

عرب کے یہ بادیہ نشین دیگر صفات حمیدہ سے متصف ہونے کے ساتھ ساتھ غیرت کے جذبہ سے سرشار تھے۔ یہ اپنی عصمت وعفت کی حفاظت کیلئے خون کے دریا بہادینا اور کشتوں کے پشتے لگا دینا اپنا اہم ترین فریضہ سمجھتے تھے۔ کسی کی مجال نہ تھی کہ ان کی ناموس کی طرف بری نگاہ سے دیکھ سکے اور وہ اسے خاموشی سے برداشت کرلیں۔ اسی جذبہ سے سرشار ہونے کے باعث وہ اپنے نسب کی حفاظت کیا کرتے تھے اور اپنے شجرۂ نسب کو یادرکھا کرتے تھے اور ہر وہ شخص جس میں شرافت وفضیلت کا ادنیٰ سا بھی حصہ پایا جاتا ہو وہ لازمی طور پر غیرت مند ہوتا ہے اور وہ قوم جو شجاعت و سخاوت اور پاس عہد میں اس بلند درجہ پر فائز تھی وہ بھلا اپنی عصمت، ناموس کی حفاظت میں کیونکر سہل پسندی کا مظاہرہ کرسکتی تھی، ان کی بڑی بڑی جنگوں کے پس منظر میں اکثر اسی قسم کے واقعات ہوا کرتے تھے، کسی بڑے سے بڑے سردار نے اگر کسی خاتون کو ایسی خدمت بجا لانے کا حکم دیا جو اس کے مرتبہ کے فروتر ہوتا تو وہ خاتون اس تذلیل پر آتش زیرپا ہوجاتی اور اپنے خاوند بھائیوں اور فرزندوں کو للکارتی۔ ایک عورت کی للکار پر سینکڑوں تلواریں بے نیام ہو جاتیں اور آن واحد میں خون کے دریا بہنے لگتے۔ ان کا جذبہ غیرت بھی انکی شجاعت اوران کی مروت کا ایک مظہر تھا۔ وہ قوم بزدل ہوجایا کرتی ہے جس میں مروت کا جذبہ موت کی نیند سوجایا کرتا ہے۔ وہاں غیرت بھی دم توڑ دیتی ہے جو ان کی عصمتوں کے ساتھ کھیلا کرے جو چاہے انکی بچیوں کو اپنی ہوس کا نشانہ بنائے۔ غیرت کی بجھی ہوئی اس راکھ میں کوئی چنگاری ایسی نہیں ہوتی جو چٹخے اور اس رسوائی پر شعلہ جوالہ بن کر ٹوٹے اور قوم کے گوہر عصمت کو لوٹنے والوں کو جلا کر خاک سیاہ بنادے۔

اس لئے ان کے شرفاء اور نجباء اپنے لئے اور اپنے بچوں کے لئے ایسی بیویوں کا انتخاب کیا کرتے تھے جن کا دامن عصمت فسق وفجور کے بدنما داغوں سے پاک وصاف ہوتا۔ وہ ظاہری حسن وجمال پر اس امر کو ترجیح دیتے کہ وہ خاتون کہ جس کو ان کی اولاد کی ماں بننا ہے، یا ان کی ہونے والی بہو۔ رنگ وروپ میں اگر کسی سے کم ہو تو ہو لیکن شرافت اور عصمت وعفت میں اس کا معیار بہت ہی بلند ہونا چاہئے۔

اکیم بن صیف جو عہد جاہلیت کے حکماء اور دانشوروں میں ایک ممتاز مقام پر فائز تھا جس کی دانائی اور عقلمندی سے متأثر ہوکر کسریٰ نوشیرواں نے یہ کہا تھا۔

"لو لم یکن للعرب غیره لکفیٰ"

اگر اہل عرب میں اس کے بغیر کوئی اور مرد دانا نہ ہوتا تو یہ ایک بھی ان کے لئے کافی تھا۔

قد احسنت الیکم صغارا او کبارا قبل ان تولدوا. قالو کیف احسنت الینا قبل ان تولدوا ؟ قال اخترت لکم من

الامهات من لا تسبون بها .

''میں نے تم پر احسان کیا جب تم چھوٹے تھے اور جب تم بڑے ہوئے اور اس سے پہلے بھی کہ تم پیدا ہوئے''۔

انہوں نے پوچھا کہ ہماری پیدائش سے پہلے آپ نے ہم پر کیسا احسان کیا؟ تو اس نے کہا میں نے تمہارے لئے ایسی پاک دامن مائیں چنی ہیں جن کی وجہ سے تمہیں کوئی گالی نہیں دے سکتا۔

اریاشی ایک عرب شاعر اپنے بچوں کو کہتا ہے۔

فاول احسانی الیکم تخیری

لما جدة العراق باد عفا فها

پس میرا پہلا احسان تم پر یہ ہے کہ میں نے تمہارے لئے ایسی ماں پسند کی جو عراق میں مجد وشرف کی مالک تھی اور اس کی پاک دامنی ظاہر تھی۔

رشتۂ ازدواج کی اہمیت کے پیش نظر زمانۂ جاہلیت کی زیرک مائیں اپنی بچیوں کی شادی کے بعد انہیں رخصت کرتے وقت جو پند ونصائح کرتی تھیں انہیں پڑھ کر ان کی ذہانت وفراست پر حیرت ہوتی ہے۔آج جبکہ علم نفسیات اپنے عروج پر ہے۔اور اس کے ماہرین ،نفسیات انسانی کو پیش نظر رکھتے ہوئے مختلف لوگوں کو مختلف حالات سے عہدہ برآ ہونے کے لئے بڑے قیمتی مشورے اور زرّیں ہدایات دیا کرتے ہیں۔میں ایک عرب ماں کی نصیحت آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔جو اس نے اپنی بچی کی شادی کے موقع پر اسے رخصت کرتے ہوئے کی آپ اسے غور سے پڑھیں۔

ازدواجی زندگی کے نازک ترین مسائل کے بارے میں ایک بدوعورت کی دقت نظر کو دیکھ کر آپ یقیناً ششدر ہوکر رہ جائیں گے۔اس کے ذکر میں طوالت ضرور ہے۔لیکن اس کی افادیت اور اہمیت کے پیش نظر یہ طوالت ہرگز گراں نہیں گزرے گی۔موجودہ دور کی مائیں اس میں ایسا قیمتی مواد پائیں گی۔جس سے وہ اپنی بچیوں کے مستقبل کو درخشاں بنا سکتی ہیں۔موجودہ زمانہ میں میاں بیوی کے تعلقات کی کشیدگی کی شکایت عام ہے۔لیکن اگر ان ہدایات پر عمل کیا جائے تو اس کشیدگی اور بیگانگی کو محبت والفت میں بآسانی بدلا جاسکتا ہے۔

عوف بن محلم ایک عرب سردار تھا۔ ریاست کندہ کے بادشاہ،حارث بن عمرو نے اس کی لڑکی کی بہت تعریف سنی۔اس نے ایک دانا اور تجربہ کار عصام نامی عورت کو عوف کی بچی کو دیکھنے کے لئے بھیجا۔عصام نے واپس آکر اس بچی کا سراپا جس انداز سے بیان کیا اور اس کے خصائل وشمائل کا جامع تذکرہ جس انداز میں کیا وہ بھی عربی ادب کا ایک شاہکار ہے،رشتہ طے ہوگیا۔رسم نکاح کے بعد ماں نے اپنی لخت جگر کو رخصت کرتے وقت جو نصیحت کی اس کا متن بمع ترجمہ آپ کی توجہ کیلئے پیش خدمت ہے:-

ای بنیه! اے میری پیاری بچی! ان الوصية لو تركت بفضل ادب تركت لذالک منک.

اگر وصیت کو اس لئے ترک کردینا اور ہوتا کہ جس کو وصیت کی جارہی ہے وہ خود عقلمند اور زیرک ہے تو میں تجھے وصیت نہ کرتی۔

ولكنها تذكرة للغافل ومعولة للعاقل .

لیکن وصیت غافل کے لئے یادداشت اور عقلمند کیلئے ایک ضرورت ہے۔

ولو ان امرئة استغنت عن الزوج لغنیٰ ابويها وشدة حاجتي بهما اليها كنت اغنى الناس عنه . اگر کوئی عورت

اپنے خاوند سے اس لئے مستغنی ہوسکتی کہ اس کے والدین بڑے دولت مند ہیں اور وہ اسے اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز رکھتے ہیں تو تو سب سے زیادہ اس بات کی مستحق تھی کہ اپنے خاوند سے مستغنی ہوجائے۔

ولکن النساء للرجال خلقن ولهن خلق الرجال . لیکن حقیقت یہ ہے کہ عورتیں مردوں کیلئے پیدا کی گئی ہیں اور مرد عورتوں کیلئے پیدا کئے گئے ہیں۔ای بنیه. **انک فارقت الجو الذی خرجت.** اے میری نور نظر! آج تو اس فضاء کو الوداع کہہ رہی ہے جس میں تو پیدا ہوئی۔

خلفت العش الذی فیه درجت .

آج تو اس نشیمن کو پیچھے چھوڑ رہی ہے جس میں تو نے نشو ونما پائی۔الیٰ **وکر لم تعرفیه .وقرین لم تالفیه .** ایسے آشیانہ کی طرف جارہی ہے جسے تو نہیں جانتی۔اور ایک ایسے ساتھی کی طرف کوچ کررہی ہے جس کو تو نہیں پہچانتی۔

فاصبح بملکه علیک رقیبا وملیکا.

پس وہ تجھے اپنے نکاح میں لینے سے تیرا نگہبان اور مالک بن گیا ہے۔

فکونی له امة یکن لک عبدا وشبیکا.

تو اس کیلئے فرمانبردار اور کنیز بن جاوہ تیرا وفادار غلام بن جائیگا۔یابنیه **!احملی عنی عشر خصال یکن لک ذخر وذکر .**

اے میری لخت جگر! اپنی ماں سے دس باتیں یاد کرلے۔ یہ تیرے لئے قیمتی سرمایہ اور مفید یادداشت ثابت ہوں گی۔**الصحبة بالقناعة والمعاشرة بحسن السمع والطاعة .** سنگت قناعت سے دائمی بنے گی اور باہمی میل جول اس کی بات سننے اور اس کا حکم بجالانے سے پرمسرت ہوگا۔**والتعهد لموقع عینیه والتفقد لموقع انفه فلا تقع عیناه .منک علی قبیح ولا یشم منک الا طیب ریح .** جہاں جہاں اس کی نگاہ پڑتی ہے ان جگہوں کا خاص خیال رکھ اور جہاں جہاں اس کی ناک سونگھ سکتی ہے اس کے بارے میں محتاط رہ تاکہ اس کی نگاہ تیرے جسم اور لباس کے کسی ایسے حصہ پر نہ پڑے جو بدنما اور غلیظ ہو اور تجھ سے اسے بدبو نہ آئے بلکہ خوشبو سونگھے۔اس بات کا خاص خیال رکھنا۔

والکحل احسن الحسن والماء اطیب الطیب المفقود . سرمہ حسن کی افزائش کا بہترین ذریعہ ہے اور پانی گمشدہ خوشبو سے بہت زیادہ پاکیزہ ہے۔

والتعهد بوقت طعامه والهده عنه حین منامه فان حرارة الجوع ملهبة وتنغیص النوم مبغضة .

اس کے کھانے کے وقت کا خاص خیال رکھنا اور جب وہ سوئے اس کے آرام میں مخل نہ ہونا۔کیونکہ بھوک کی حرارت شعلہ بن جایا کرتی ہے اور نیند میں خلل اندازی بغض کا باعث بن جاتی ہے۔

والاحتفاظ ببیته وماله والارعاء علیٰ نفسه وحشمه وعیاله . اس کے گھر اور مال کی حفاظت کرنا۔اس کی ذات کی، اس کے نوکروں کی، اور اس کے عیال کی ہر طرح خبر گیری کرنا۔

ولا تفشی له سرا او لا تعصی له امرا فانک ان افشتت.سره لا تامنی غدرة وان عصیت امره او غدت صدرة .

''اس کے راز کا افشاء مت کرنا، اس کی نافرمانی مت کرنا اگر تو اس کے راز کو فاش کردیگی تو اکے غدر سے محفوظ نہیں رہ سکے گی، اور اگر تو

اس کے حکم کی نافرمانی کرے گی تو اس کے سینہ میں تیرے بارے مین غیظ وغضب بھر جائے گا''۔اتقی مع ذلک الفرح ان کان طرحا ؛والاکتئاب عنده ان کان فرحا ؛ فان الخصلة الاولیٰ من التقصیر والثانیة من التکدیر. جب وہ غمزدہ اور افسردہ ہو تو خوشی کے اظہار سے اجتناب کرنا اور جب وہ شاداں وفرحاں ہو تو اس کے سامنے منہ بسور کر مت بیٹھنا۔یہاں خصلت آداب زوجیت کی ادائیگی میں کوتاہی ہے اور دوسری خصلت دل کو مکدر کر دینے والی ہے۔وکونی اشد ما تکونین له اعظاما یکن اشد ما یکون لک اکراما . جتنا تم سے ہو سکے اس کی تعظیم بجالاناوہ اسی قدر تمہارا احترام کریگا۔واشد ما تکونین له موافقة اطول ما تکونین له مرافقة۔جس قدر تم اس کی ہمنوا رہوگی اسی قدر ہی وہ تمہیں اپنا رفیق حیات بنائے رکھے گا۔واعلمی انک لا تصلین الیٰ ما تحبین حتیٰ تأثری رضاه علیٰ رضاک وهواه علیٰ هواک فیما احببت وکرهت.

''اچھی طرح جان لو تم جس چیز کو پسند کرتی ہو اسے نہیں پاسکتی جب تک تم اس کی رضا کو اپنی رضا پر، اور اس کی خواہش کو اپنی خواہش پر ترجیح نہ دوخواہ وہ بات تمہیں پسند ہو یا ناپسند۔والله یخیرلک . اے بیٹی اللہ تعالیٰ تیرا بھلا کرے۔چنانچہ وہ بچی رخصت ہو کر اپنے شوہر کے پاس آئی۔اپنی ماں کے زرّیں نصائح کو اس نے اپنا حرز جاں بنائے رکھا اور اس نے عزت اور آرام کی قابل رشک زندگی گزاری بادشاہ اس کی بڑی قدر کیا کرتا تھا اور اس کی نسل سے یمن کے سات بادشاہ تولد ہوئے۔(والہ:ضیاء النبی ﷺ حصہ اول۔صفحہ ۳۰۶)

دل افروز نعت شریف (۱۴۳۸ھ)

از:-مفتی محمد انور علی رضوی منظری، استاذ جامعہ رضویہ منظر اسلام

زہے قسمت رضا کے دیکھا ہے دربار کو میں نے
دیئے بوسے ہیں کوئے عاشق سرکار کو میں نے
ابھی آواز دی تھی احمد مختار کو میں نے
کہ پسپا ہوتے دیکھا تھا ہر اک غدّار کو میں نے
مری اوقات ہی کیا تھی کرم سے اعلیٰ حضرت کے
کیا ناکام اے نجدی ترے ہر وار کو میں نے
وہابی اور دیوبندی کے چہرے پڑ گئے پیلے
دکھایا جب رضا کے خنجر خونخوار کو میں نے
یہ آل احمدی بولے خدا کو پیش کرنے کو
چنا ہے اعلیٰ حضرت عاشق سرکار کو میں نے
زمانے میں فقط اپنی یہی ہے وجہ بربادی
کیا ہے ترک جب سے سنت سرکار کو میں نے
یہ کیسی کم نصیبی ہے صلح کلّی پہ جا پہنچے
بھلا ڈالا رضا کے ہے حسیں کردار کو میں نے
خبر میری کوئی یہ آج پہونچا دے عدالت میں
وکیل اپنا کیا ہے احمد مختار کو میں نے
شب ہجرت مرے سرکار دو عالم نے فرمایا
سفر میں کر لیا ہے ساتھ یار غار کو میں نے
مرے سرکار کا دربار وہ دربار عالی ہے
جہاں پر جھکتے دیکھا ہے ہر اک سرکار کو میں نے
بفیض مفتی اعظم گدا انوؔر یہ کہتا ہے
کہ پایا غوث وخواجہ ورضا کے پیار کو میں نے

واہ طالب حق تاریخی مادّے

۱۴............۳۸ھ

مستخرجہ:-حضرت مولانا مفتی محمد انور علی رضوی منظری استاذ جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف

برانتقال پُر ملال عدیم المثال، ادیب لاجواب، عالم ابن عالم، ناشر مسلک اعلیٰ حضرت، حافظ قرآن

مولانا محمد منیف رضا خاں برکاتی بریلوی مرحوم

تاریخ وفات ۲۷؍ربیع الاول ۱۴۳۸ھ/ ۲۷؍دسمبر ۲۰۱۶ء، تربت شریف جاگرتی نگر بریلی شریف

آہ موت العالم موت العالم عالی ھمم-۱۴۳۸ھ
آہ بلند نگاہ ، بینا، مضمون نگار-۱۴۳۸ھ
آہ مولانا منیف رضا حامیٔ دین -۱۴۳۸ھ
آہ مولانا محمد منیف رضا ہدیۂ ادب -۱۴۳۸ھ
آہ انتقال پُر ملال ،عالم رہنما، ماہ دین-۱۴۳۸ھ
آہ وصال عدیم المثال،زبدۂ گلستاں-۱۴۳۸ھ
آہ گوہر لاجواب فرزند عدیم البدل مولانا محمد حنیف بریلوی-۱۴۳۸ھ
آہ جدائی فرزند لبیب مولانا محمد حنیف خاں-۱۴۳۸ھ
آہ مولوی، حافظ قرآن-۱۴۳۸ھ
آہ رخصت زودفہم-۱۴۳۸ھ
آہ نوادر انجمن، بلبل خوشنوا-۱۴۳۸ھ
آہ رخصت نیک باطن-۱۴۳۸ھ
آہ رخصت اقبال روشن ،بلند پایہ-۱۴۳۸ھ
آہ عظیم القدر، بلبل آزاد-۱۴۳۸ھ

آہ انتقال لمعۂ نور، بلبل خوشنوا-۲۰۱۶ء
آہ وہّاج، بلند ہمت انتقال شد-۲۰۱۶ء
آہ مہہ جمال ،فیض رضا-۲۰۱۶ء
آہ حافظ قرآن، آرائش محفل-۲۰۱۶ء
آہ ماہ قادری، برکاتی، رضوی -۲۰۱۶ء
آہ جدائی خوش اخلاق، دقیقہ فہم-۲۰۱۶ء
آہ رحلت رفیق و مونس، صابر و شاکر-۲۰۱۶ء
آہ رحلت متقی، مخزن فہم-۲۰۱۶ء
آہ رحلت گوہر دل فروز،شادمان وکامراں،وفا شعار-۲۰۱۶ء
آہ رخصت ثریّا جاہ-۲۰۱۶ء
آہ احسن، فیض رضا-۲۰۱۶ء
آہ بوے گل، فیضان رضا-۲۰۱۶ء
آہ مطلوب، چراغ عقل، حق شناس-۲۰۱۶ء
آہ منیف رضا دل شادماں علیہ الرحمہ-۲۰۱۶ء
آہ انجمن افروز، گل افشاں ،نقیب رضویت-۲۰۱۶ء
آہ رخصت قبلہ،نیکو فرجام، داعیٔ حق-۲۰۱۶ء
آہ رحلت شیریں لقا، نور اللہ مرقدہ-۲۰۱۶ء

صدر امریکہ یا لمحۂ فکریہ

از:-قاری عبدالرحمٰن خاں قادری، مدیر ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف

واقعی جیسی قوم ہوتی ہے ویسا ہی اُسے حکمراں دے دیا جاتا ہے۔امریکہ میں اگر کوئی مخبوط الحواس ،مغلوب الغضب ،آمریت پسند،دشمن انسانیت اور غیر مہذب شخص صدارتی عہدے کے لیے چن لیا جائے تو یہ کوئی لائق تعجب اور قابل حیرت بات نہیں۔ ماضی میں ''جارج بش'' جیسا انسانیت دشمن ،قابل نفرت و ملامت اور اصول وضوابط سے پیدل،سر پھرا انسان اس عہدے کے لیے منتخب ہوا جس نے عراق وافغانستان کی اینٹ سے اینٹ بجا دی، پورے ایشیاء کو اُس نے لہو لوہان اور شعلہ زار بنا دیا،انسانیت لہو لہان ہوئی،شیطنیت کا بول بالا ہوا،عالمی دہشت کو اُسی کی ناپاک کار گزاریوں نے فروغ دیا اوراس کے بعد ہی دہشت گردی کا یہ عالم ہے کہ جیسے ہر طرف سیلاب آ گیا ہو۔''ڈونالڈ ٹرمپ'' کے صدر امریکہ چنے جانے پر افسوس تو کیا جا سکتا ہے مگر حیرت واستعجاب کی کوئی بات نہیں۔

یہی وہ منحوس الصفات ،مغرور الذہن اور خبیث العادات شخص ہے جس کی تخت نشینی کے دن اس کے خلاف امریکہ سے لے کر یورپ اور یورپ سے لے کر ہندوستان تک شدید احتجاج اور زبردست مظاہرے ہوئے اور اُسی دن یہ حقیقت بھی روز روشن کی طرح عیاں ہوگئی کہ امریکہ کے امن پسند شہری اور دنیا کے روادار افراد اس دشمن اسلام، دریدہ دہن اور خبطی انسان کو قطعاً پسند نہیں کرتے۔ یہ امریکہ کی تاریخ کا ایک نیا باب ہے۔ابتدا ہی میں جتنی مخالفت ٹرمپ نے دیکھی اتنی آج تک کسی صدر امریکہ نے نہیں دیکھی۔اگر ٹرمپ کے پاس ہوش وخرد نام کی کوئی شی ہے تو اس عالمی مخالفت واحتجاج سے سبق سیکھے اور اپنی ناپاک روش کو بدلے۔

اس شیطان صفت انسان نے اپنی انتخابی مہم کے دوران اسلام اور مسلمانوں کے خلاف کھلے عام زہرافشانی کی جس سے مسلم دشمن افراد انتہائی مسرور ہوئے ۔وہ تو سمجھے تھے کہ ٹرمپ گدّی پر بیٹھتے ہی مسلمانوں کا صفایا کریگا اوران کا وجود صفحۂ ہستی سے مٹا دے گا جیسے وہی ''فرعون وقت'' ہو۔فرعون بھی اہل حق کو مٹا نہ سکا بلکہ عذاب الٰہی کی ایک ضرب نے فرعون ،فرعونی اور فرعونیت کو ہمیشہ کے لیے خاک میں ملا دیا۔

☆ اسلام کو مٹانے کی ماضی میں بھی بے شمار کوششیں کی گئیں۔ نئے نئے ہتھکنڈے استعمال کیے گئے مگر مٹانے والے مٹتے چلے گئے اور اسلام کا گلشن پہلے سے زیادہ لہلہاتا نظر آیا۔آخر کیا وجہ ہے کہ جتنی روک لگائی جا رہی ہے۔جتنی بندشیں باندھی جا رہی ہیں۔ جتنے فتنے پیدا کیے جا رہے ہیں۔جتنی بیخ کنی کی کوششیں کی جا رہی ہیں۔اسلام کا شجر سدا بہار اتنا ہی ''بارآور'' اور ''توانا'' ہوتا جا رہا ہے۔آج دنیا میں اسلام کا تیزی سے مطالعہ بھی ہو رہا ہے اوراسلام کے دامن سے لوگ وابستہ بھی ہو رہے ہیں۔

؎ نکالیں سیکڑوں ندیاں کہ پانی کچھ تو کم ہوگا
مگر پھر بھی مرے دریا کی طغیانی نہیں جاتی

☆''جارج بش'' کی صدارت سے پہلے امریکہ میں اسلام اتنی تیزی وسرعت کے ساتھ آگے نہیں بڑھ رہا تھا جیسا اس کے بعد۔ اب تو حال یہ ہے کہ

؎ میں کہاں رکتا ہوں عرش وفروش کی آواز سے
تجھ کو جانا ہے کہیں آگے حدِ پرواز سے

☆اس خودسر ٹرمپ نے ماضی سے زیادہ مسلمانوں کی مخالفت کا بیڑا اٹھایا ہے۔ انتخابی مہم سے لے کر تا حال سازشوں کا جال۔ مخالفت ہی مخالفت۔ دریدہ دہنی ہی دریدہ دہنی۔ بکواس ہی بکواس۔ تخت نشیں ہوتے ہی مسلمانوں کے داخلے پر روک اور ۷ مسلم ممالک کی امریکہ داخلے پر پابندی کا اعلان کتنا صحیح ہے اس کا اندازہ امریکی کورٹ کے اُس فیصلے سے لگایا جاسکتا ہے جس میں ''ایمرجنسی حکم امتناعی'' نافذ کیا گیا اور فوراً ٹرمپ کے غیر اخلاق، غیر انسانی اور غیر آئینی فیصلے کی مذمت کرتے ہوئے اس پر روک لگا دی گئی۔ عالمی سربراہان اقتدار نے بھی اسے قابل مذمت، قابل تنسیخ، غیر قانونی اور بدترین جسارت قرار دیا۔ چنانچہ کناڈا کے وزیر اعظم نے مسلم ہمدردی کا ثبوت دیتے ہوئے بیان دیا کہ دنیا بھر کے بے سہارا مسلمانوں کے لیے کناڈا کے دروازے کھلے ہیں۔ جن کو کہیں پناہ نہ ملتی ہو وہ کناڈا کی سرزمین کے دامن میں پناہ لے سکتے ہیں۔ اس قسم کے اعلان کو چوبیس گھنٹے بھی نہ گزرے تھے کہ دہشت گردوں نے اِدھر امریکہ میں ایک مسجد کو نذر آتش کیا اور اُدھر کناڈا کی ایک مسجد میں بحالت نماز نمازیوں پر سفاکانہ فائرنگ کر کے چھ نمازیوں کو ہلاک کر دیا۔ ظاہر ہے کہ امریکہ کی مسجد جلانے والے اور کناڈا میں نمازیوں کو ہلاک کرنے والے مسلمان نہیں ہوسکتے۔ کوئی باغباں اپنا گلشن نہیں اجاڑتا، کوئی مالک اپنا خرمن نہیں جلاتا، کوئی دوست اپنے دوستوں کے گھروں پر پتھر نہیں برساتا۔ شاید مسلمانوں کو سراسیمہ، دہشت زدہ اور مرعوب کرنے کے لیے عیسائی دہشت پسندوں نے جارحانہ، ظالمانہ، احمقانہ اور بہیمانہ اقدام کیا ہو۔ مسلمانوں کو دہشت گرد بتانے والے نادان بتائیں کہ مسجدوں کو جلانے والے اور نمازیوں کو قتل کرنے والے آخر کون ہیں۔

☆دوسری طرف سعودی حکمراں ہیں جو صدر امریکہ دشمنِ اسلام ڈونالڈ ٹرمپ کو ''دورۂ عرب'' کی دعوت دے رہے ہیں اور اس سے ''دوستی کی پینگیں'' بڑھا رہے ہیں، وہ مسلم ممالک کے داخلۂ امریکہ پر پابندی لگا رہا ہے اور یہ اسے اپنے ملک میں دورے کی دعوت دے رہے ہیں۔ اِس پر کسی تبصرے سے قطع نظر سعودی حکمراں سے صرف اتنا ہی کہا جاسکتا ہے کہ

؎ سنبھلکر پاؤں رکھنا میکدے میں شیخ جی صاحب
یہاں پگڑی اچھلتی ہے اسے میخانہ کہتے ہیں

☆ٹرمپ کی جانب سے مسلم ملکوں پر پابندی کی عالمی سطح پر شدید مخالفت ہورہی ہے۔ احتجاجی مظاہروں کا طوفان آ گیا ہے۔ امریکہ ہی میں بہت سے ہوائی اڈّوں کے باہر مظاہرے ہو رہے ہیں۔ امیگریشن وکلاء، کارکنان اور ڈیموکریٹک پارٹی کے لیڈروں نے اس پابندی کی زبردست مخالفت کی۔ مشرق وسطیٰ کے ممالک نے زبردست مذمت کی۔ برطانوی وزیر اعظم ''تھریسامے'' نے اپنی بیزاری کا اظہار کیا۔ جرمن نے اس اقدام کو ''مسلمانوں کے ساتھ ناانصافی'' قرار دیا۔ انسانی حقوق کی عالمی تنظیم ''ایمنسٹی انٹرنیشنل'' نے

اس فیصلے کو غیر انسانی اور ظالمانہ قرار دیا۔اس انٹرنیشنل تنظیم کی ڈائریکٹر''مارگریٹ ہوانگ'' کا کہنا ہے کہ امریکی صدرڈونالڈٹرمپ کا یہ فیصلہ بین الاقوامی قوانین کی پامالی ہے۔انہوں نے کہا کہ اس جارحانہ فیصلے سے نپٹنے کے لیے تنظیم قانونی کاروائی کرے گی۔
(اردوروزنامہ انقلاب ۳۰رجنوری ۲۰۱۷ء صفحہ۱۲)

☆پاکستان کا کہنا ہے کہ اس اسلام دشمن اقدام سے دہشت گردوں کو فائدہ ہوگا۔امریکہ دہشت گردی کو نہیں مٹاتا بلکہ اپنے نامناسب اور غیر دانشمندانہ فیصلوں سے دہشت گردی کو فروغ دیتا ہے۔

☆آسٹریلیا جیسے ملک کے ہر خطے میں ٹرمپ کی اشتعال انگریز پالیسیوں کے خلاف مظاہرے ہورہے ہیں۔

☆لندن میں امریکی سفارت خانے کے باہر ٹرمپ کے خلاف مظاہرے ہوئے۔

☆ایران نے امریکہ کی نئی اور سخت پابندیوں کے خلاف شدید طور پر برہم ہوتے ہوئے کہا کہ اگر سلامتی کو خطرہ ہوا تو دشمن کے خلاف میزائل استعمال کرنے سے گریز نہیں کیا جائے گا۔

عالمی منظرنامہ پر نظر رکھنے والے حضرات اس حقیقت سے بخوبی واقف ہیں کہ ڈونالڈ ٹرمپ کو امریکی عوام کے چنے ہوئے سینیٹروں نے منتخب تو ضرور کرلیا مگر اکثریت ان کے اس انتخاب سے سخت برہم و بے زار ہے جس کا مظاہرہ امریکی عوام وخواص کے احتجاج سے ہورہا ہے۔دوسری جانب ٹرمپ کے غیر قانونی اور غیر دانشمندانہ فیصلوں کے خلاف برطانیہ، یورپ اور دنیا بھر کے ممالک کا سراپا احتجاج بن جانا اُس کی نا مقبولیت کی زندہ و تابندہ دلیل ہے۔اس سب کاروائی کے باوجود ٹرمپ ایسا اڑیل، خودسر اور خبطی انسان ہے کہ اس کے حالات اور بے جاروش میں کوئی تبدیلی نہیں وہ آج بھی مسلم مخالفت اور اسلام دشمنی پر آمادہ ہے اور اپنے فیصلے بدلنے پر راضی نہیں۔ان حالات میں جب کہ امریکہ سے مسلم مخالفت کا ایک نیا دور شروع ہو چکا ہے۔دنیا بھر میں مسلمان ہراساں، خوفزدہ اور مفلوک الحال ہیں۔ہر ملک میں مسلمان پر نشانے داغے جارہے ہیں۔ظلم وستم کے گولے برسائے جارہے ہیں۔سرسبز وشاداب اور لہلہاتے گلشن اجاڑے جارہے ہیں۔مسلم نونہالوں کا مستقبل تاریک اور زندگی جہنم بنائی جارہی ہے۔انہیں منظّم سازش کے تحت ہلاک کیا جارہا ہے۔طرح طرح کے جھوٹے مقدموں میں پھنسا کر معاشی و اقتصادی بحران کا شکار بنا کر ہمیشہ کے لیے مفلوج کیا جارہا ہے۔ چودھری امریکہ کھلے عام مسلمانوں کے خلاف زہر افشانی اور دریدہ ذہنی کر رہا ہے۔ابھی زمام اقتدار پر قبضہ جمائے ہوئے چند ایّام ہی ہوئے ہیں کہ ٹرمپ نے مسلمانوں کی ''ناک میں دم'' کر رکھا ہے۔سوچئے! چند سالوں میں کیا ہوگا؟

مسلم ممالک کو ان فرسودہ، قابل فکر اور پُرتشویش حالات میں اپنی ''اَنا'' کو''فنا'' کرتے ہوئے اتحاد و اتفاق اور باہمی رواداری کا ثبوت نیز کوئی مؤثر لائحۂ عمل تیار کرنا ہوگا۔تمام مسلم ممالک کو چاہیئے کہ آپس میں سر جوڑ کر بیٹھیں، منصوبہ سازی اور اپنے تحفظ وبقا کے لیے کوئی اہم پروگرام تیار کریں ورنہ۔

بلبلِ اُڑ جائیں گی سونا چمن رہ جائے گا
اس تنِ بے جان پر خالی کفن رہ جائے گا

ماریشس میں عرس علامہ خوشتر کی بہاریں

از: مولانا محمد قمر رضا منظری بریلوی، خطیب عیدہ گاہ شریف پورٹ لوئس ماریشش

سرزمین ماریشس پر یوں تو پورے سال بزرگان دین اولیائے کرام کے اعراس کی محافل کا انعقاد ہوتا رہتا ہے۔ عاشقان اولیائے کرام ومحبان اسلاف اپنی محبتوں اور عقیدتوں کا اظہار ان محافل واجلاس کی شکل میں کرتے رہتے ہیں لیکن جو تابانیاں ورونقیں جو جوش وخروش اور سرگرمیاں مبلغ اسلام تلمیذ حضور حجۃ الاسلام خلیفۂ حضور مفتی اعظم شیخ الاسلام والمسلمین حضرت علامہ محمد ابراہیم خوشتر صدیقی قادری رضوی رضی اللہ عنہ کے عرس کے موقع پر نظر آتی ہیں وہ دوسرے مقامات پر شاذ ونادر ہی دیکھنے کو ملتی ہیں۔ پورے جزیرۂ ماریشش میں عرس کے تیاریوں کو لیکر جگہ جگہ پروگرامات و اجلاس ہوتے ہیں۔ مختلف علاقوں میں میٹنگیں ہوتی ہیں۔ ہر سال کی طرح اس بار بھی فروری ماہ کی آمد کے ساتھ ہی پورے جزیرۂ ماریشش میں عرس خوشتر کی آمد کی دھمک نظر آنے لگی تھی۔ ہر علاقے سے حضرت صاحب سجادہ حضرت مولانا محمد مسعود اظہر خوشتر صدیقی قادری اور فقیر راقم الحروف (محمد قمر رضا منظری بریلوی) کے پاس علامہ خوشتر سے عقیدت ومحبت رکھنے والے لوگوں کے فون آنے لگے کہ عرس خوشتر کے حوالے سے ہمارے شہر، ہماری مسجد، ہمارے مدرسے ہمارے سینٹر میں پروگرام کے لئے تاریخ دیے دیجئے اور اس طرح پورے فروری ماہ جزیرۂ ماریشش میں عرس خوشتر کے پروگرامات و اجلاس ہوتے رہے۔ علامہ خوشتر کا عرس ۵/ مارچ ۲۰۱۷ء کو ہونا تھا لہذا اس کی تیاریاں زور وشور کے ساتھ شروع ہوگئیں۔

عرس خوشتر کی پہلی تقریب: پورے فروری ماہ میں مختلف شہروں اور علاقوں میں عرس خوشتر کی محافل کا انعقاد ہوتا رہا تھا لیکن ''قادریہ رضویہ سوسائٹی'' کے زیر انتظام یہ عرس خوشتر کی پہلی تقریب تھی جو بروز جمعرات ۲/ مارچ ۲۰۱۷ء کو علامہ خوشتر کی قائم کردہ خانقاہ قادریہ رضویہ میں ہوئی۔ یہ جزیرۂ ماریشش میں سب سے پہلے بنائی گئی خانقاہ ہے جس کو ۱۹۸۳ء میں علامہ خوشتر نے محفل علم و ادب اور ذکر واذکار کے لئے قائم کیا تھا۔ اور الحمد للہ علامہ خوشتر سے لیکر آج تک یہ سلسلہ یہاں جاری وساری ہے۔ بعد نماز عصر تلاوت کلام پاک سے پروگرام کی ابتدا ہوئی بعدہ مقامی نعت خواں حضرات نے کلام اعلیٰ حضرت وکلام خوشتر سے سامعین کو محظوظ کیا۔ صوفی باصفا حضرت مولانا غلام محی الدین ڈربن افریقہ نے کلام مفتی اعظم پیش فرمایا۔ فقیر راقم الحروف کی اقتدا میں نماز مغرب ادا کی گئی۔ بعد نماز مغرب تلمیذ علامہ خوشتر حضرت مولانا محمد محمود صاحب المعروف امام پیرس نے علامہ خوشتر کے تبلیغی کام پر روشنی ڈالی۔ فقیر راقم الحروف نے ''علامہ خوشتر اور آپ کی مسلکی خدمات'' کے موضوع پر خطاب کیا۔ بعدہ مفتیٔ اعظم ماریشش حضرت علامہ مفتی شمیم اشرف ازہری نے ''اصلاح معاشرہ میں علامہ خوشتر کی کاوشوں'' کے موضوع پر جامع خطاب کیا۔ بعدہ حضرت صاحب سجادہ شہزادۂ علامہ خوشتر پیر

طریقت حضرت مولانا محمد مسعود اظہر خوشتر صدیقی نے عوام الناس کو اس دور پرفتن میں مسلک اعلیٰ حضرت پر قائم رہنے کی تلقین فرمائی۔ صلاۃ وسلام ہوا۔اور حضور صاحب سجادہ کی دعا پر پروگرام کا اختتام ہوا۔بعدہ لنگر تقسیم ہوا۔۔اس پروگرام میں ملک کے طول وعرض کے علمائے کرام وائمہ کرام نے شرکت فرمائی۔کثیر تعداد میں مرد وخواتین نے شرکت کا شرف حاصل کیا۔

دوسری تقریب میں محفل نعت و غسل مزار مبارک : آج ۳؍مارچ ۲۰۱۷ بروز جمعہ بعد نماز عشاء غسل مزار مبارک ہونا تھا جس کے لئے عاشقان علامہ خوشتر نے تقریبا ایک مہینے پہلے سے تیاریاں شروع کر دیں تھی مزارک مبارک وذکر منزل کو حسین رنگ برنگے قمقموں،خوبصورت فانوسوں اور گلاب کے پھولوں سے سجایا گیا تھا۔ماحول اتنا پرنور نظر آرہا تھا جیسے ہر طرف نور کی برکھا برس رہی ہو۔نماز عشاء کے فوراً بعد ذکر منزل احاطۂ مزار مبارک میں پروگرام شروع ہوا۔پروگرام کا آغاز تلاوت کلام پاک سے حافظ احمد رضا صاحب ڈربن ساؤتھ افریقہ نے کیا۔بعدہ محترم محمد نور سلمہ نے علامہ خوشتر کے کلام سے سامعین کو مخمور کر دیا۔حافظ علی صاحب نے کلام اعلیٰ حضرت پیش فرمایا۔بلبل عید گاہ محترم محمد شہزاد سلمہ نے علامہ خوشتر کا مشہور قصیدۂ غوثیہ نہایت ہی ادب واحترام کے انداز میں پڑھا۔ان کے علاوہ پورے جزیرۂ ماریشس کے تمام شہروں اور ٹاؤنس سے تشریف لائے ہوئے تمام نعت خواں حضرات نے کلام اعلیٰ حضرت ،کلام مفتی اعظم اور کلام علامہ خوشتر کو اپنے اپنے انداز میں پڑھ کر سامعین کے قلوب کو روشن وتابناک فرمایا۔اس کے بعد حضرت صاحب سجادہ نے اپنے مختصر سے خطاب میں نعت مصطفیٰ ﷺ پڑھنے کے آداب واحترام پر روشنی ڈالی۔آپ نے فرمایا کہ نعت مصطفیٰ ﷺ پڑھنا حقیقت میں عشق مصطفیٰ ﷺ کی علامت اور اہلسنت والجماعت کا طرۂ امتیاز ہے۔حضرت صاحب سجادہ منبر سے ذکر کراتے ہوئے عاشقان علامہ خوشتر کے جھرمٹ میں مزار خوشتر تک پہونچے اور پھر قصیدہ بردہ شریف کی تلاوت کے سایہ میں غسل مزار مبارک ہوا۔عقیدتمندوں نے چادریں پیش کیں صلاۃ وسلام ہوا۔حضرت صاحب سجادہ کی دعا پر پروگرام اختتام پذیر ہوا۔فقیر راقم الحروف (محمد قمر رضا منظری بریلوی) نے نظامت کے فرائض انجام دئے۔

آخری قل کی تقریب: آج ۵؍مارچ بروز اتوار صبح ۹:۳۰ بجے سے عرس خوشتر کی آخری تقریب ہونی تھی لہٰذا صبح ہی سے عاشقان مصطفیٰ ﷺ وعاشقان علامہ خوشتر کا ہجوم چہار جانب سے امڈا چلا آرہا تھا۔عشق ومحبت میں سرشار قافلہ مزار خوشتر کی جانب رواں دواں آرہا تھا۔بسوں،کاروں موٹر سائیکلوں سے پارکنگ علاقہ بھرا نظر آرہا تھا۔عقیدت ومحبت کی بارش میں شرابور بھیگے ہوئے لوگ عید گاہ شریف میں دکھائے دے رہے تھے۔بچے،جوان،بوڑھے،مرد وخواتین سب جذبۂ محبت میں سرشار نظر آرہے تھے۔اس عقیدت ومحبت کے نورانی ماحول میں اپنے معین وقت پر پروگرام شروع ہوا۔حضرت صاحب سجادہ کے حکم پر فقیر راقم الحروف (محمد قمر رضا منظری بریلوی) نے اسٹیج ونظامت کی ذمہ داریاں سنبھال لیں۔ماریشس اور ہندو پاک کے علمائے کرام کثیر تعداد میں موجود تھے۔اور وقت بہت قلیل تھا سبھی کو علامہ خوشتر کی بارگاہ میں اپنی عقیدتوں کے اظہار کا موقع مل سکے اور ان کے فیض سے مستفیض ہوسکیں اس لئے ہر نعت خواں کے لئے صرف تین اشعار اور ہر خطیب کے لئے زیادہ سے

زیادہ دس منٹ کا وقت طے کیا گیا۔ تاکہ بعد میں کوئی یہ نہ کہہ سکے۔

؎ ایک ساغر بھی عنایت نہ ہوا یاد رہے
ساقیا جاتا ہوں میں محفل تیری آباد رہے

پروگرام کا آغاز حافظ وقاری محمد علی سلمہ نے کیا، بعدہ یکے بعد دیگرے نعت خوان رسول ﷺ نے نبی کی بارگاہ میں محبت کے نظرانے پیش کئے۔ علمائے کرام کی تقاریر ہوئیں۔ حضرت مولانا غلام یزدانی نے ''علامہ خوشتر کی ولایت'' کے موضوع پر خطاب کیا۔ حضرت مولانا ندیم منظری نے ''ضرورت اولیائے کرام'' کے متعلق تقریر فرمائی (یہ دونوں تقاریر اردو زبان میں ہوئیں)۔ شاگرد علامہ خوشتر حضرت مولانا فضل رسول عرف امام گورا نے ''علامہ خوشتر اور آپ کی خدمات'' کے موضوع پر خطاب کیا۔ امام نصر اللہ نے ''محبت رسول اور علامہ خوشتر'' پر روشنی ڈالی۔ حافظ نورالدین صاحب نے ''عشق اعلیٰ حضرت اور علامہ خوشتر'' کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ (یہ تقاریر فرانسیسی زبان میں ہوئیں) حضرت مولانا سید غلام محی الدین صاحب ڈربن نے علامہ خوشتر کی سرزمین ساؤتھ افریقہ میں مسلک اعلیٰ حضرت کے فروغ و اشاعت ک حوالہ سے شاندار خطاب فرمایا۔ حضرت مولانا حسین امام پیرس نے علامہ خوشتر کی زندگی کے درخشندہ پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ ان کے علاوہ دیگر حضرات نے بھی تقریریں کیں۔ فقیر راقم الحروف (محمد قمر رضا منظری بریلوی) نے نبیرۂ اعلیٰ حضرت شہزادۂ ریحان ملت حضرت مجاہد اہل سنت فخر رضویت حضرت علامہ الحاج الشاہ محمد سبحان رضا ''سبحانی میاں'' کا عرس خوشتر کی مبارکبادی کا پیغام پڑھ کر سنایا۔ بریلی شریف سے حضور سبحانی میاں صاحب قبلہ کی جانب سے بارگاہ رضا کی متبرک چادر جو آپ نے مرید علامہ خوشتر الحاج نوشاد علی جواتا اور بھائی فضل نورانی کے ہاتھوں علامہ خوشتر کے عرس کے موقع پر آپ کے مزار پر پیش کرنے کے لئے بھیجی تھی اس چادر کو حضرت صاحب سجادہ کے ہاتھوں سپرد کیا۔ ساتھ ساتھ فقیر راقم الحروف نے نبیرۂ علامہ خوشتر حضرت مولانا سعد خوشتر کی جانب سے تمام عاشقان علامہ خوشتر کو مبارک باد پیش کی (آپ برطانیہ میں زیر علاج ہیں تمام قارئین سے گزارش ہے کہ حضرت مولانا سعد صاحب کے لئے دعائے شفا وصحت فرمائیں) آخر میں حضرت صاحب سجادہ شہزادہ علامہ خوشتر پیر طریقت حضرت مولانا محمد مسعود اظہر خوشتر صدیقی قادری مدظلہ العالی نے ''علامہ خوشتر کے معاشرتی و اصلاحی کام'' کے موضوع خطاب فرمایا۔'' ساتھ ہی ساتھ آپ نے عالم اسلام کی موجودہ صورت حال پر اپنی فکر کا اظہار فرمایا اور آپ نے مزید فرمایا کہ دامن مصطفی ﷺ سے وابستگی ہی تمام مشکلات کا مداوا ہے۔ ذکرو اذکار کی فضاؤں میں عاشقوں کے ہجوم میں علمائے کرام کے ساتھ حضرت صاحب سجادہ مزار علامہ خوشتر پر پہونچے۔ صلاۃ وسلام ہوا۔ حضرت صاحب سجادہ کی دعا پر پروگرام کامیابی کے ساتھ بحسن و خوبی پایۂ تکمیل کو پہونچا۔ آپ نے عالم اسلام کی فلاح و بہبود وامت مسلمہ کے عروج وارتقاء کے لئے دعا فرمائی۔ خانوادۂ رضویہ اور خصوصی طور پر حضور سبحانی میاں صاحب قبلہ کی لمبی عمر اور صحت کاملہ کے لئے دعا کی گئی۔ نبیرۂ علامہ خوشتر حضرت مولانا سعد خوشتر صدیقی قادری کی شفایابی وصحت یابی کے لئے بھی دعا کی گئی۔ بعد پروگرام حضرت مولانا قاری راشد صاحب خطیب و امام کیور پیپ کی اقتدا میں نماز ادا کی گئی۔ بعدہ لنگر تناول کیا گیا۔ عرس میں ہزاروں کی تعداد میں لوگوں نے شرکت فرمائی۔ خواتین نے بھی پردہ کے اہتمام کے ساتھ شرکت فرمائی۔

قسط اول

معارف صحابہ

از:-مفتی محمد سلیم بریلوی، مدیراعزازی ماہنامہ اعلیٰ حضرت واستاذ جامعہ رضویہ منظراسلام بریلی شریف

اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام کو ہدایت کے ستارے قرار دیا۔حقیقت بھی یہی ہے کہ صحابیت ایک بہت ہی عظیم مرتبہ اور مقام ہے۔امام اہل سنت سیدی سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

؎ جس مسلماں نے دیکھا انہیں ایک نظر
اُس نظر کی بصارت پہ لاکھوں سلام

اس عظیم مقام ومرتبہ کے حامل جوافراد ہیں اُن کے مقام و مرتبہ کوسمجھنے کے لیےضروری یہ ہے کہ پہلے یہ جانا جائے کہ یہ وصفِ صحابیت ہے کیا؟ صحابی کسے کہتے ہیں؟ صحابی کی تعریف کیا ہے؟ کون لوگ اس مقام کو حاصل کر سکتے ہیں؟ کن لوگوں کو یہ مقام حاصل ہوا؟ جن لوگوں کو یہ مقام حاصل ہوا ہم انہیں کن اصولوں کی روشنی میں شناخت کریں؟ قرآن وحدیث اوراقوال اسلاف کی روشنی میں صحابہ کرام کی مقدس جماعت کےفضائل ومناقب کیا ہیں؟

صحابی کا لغوی معنیٰ :- صحابی''الصحبة'' سےمشتق ہے۔یعنی ہروہ شخص صحابی کہلاتا ہے کہ جس نے کسی دوسرے کی تھوڑی یا زیادہ مدّت تک صحبت اختیار کی ہواوراُس کے ساتھ رہا ہو۔جیسے مکلّم ،مخاطب،ضارب۔یہ مکالمہ،مخاطبہ اورضرب سے مشتق ہیں لہٰذا تھوڑی یا زیادہ گفتگو کرنے والے شخص کو مکلّم کہا جائے گا۔صحابی کے اسی لغوی معنی کے اعتبار سے اُس شخص کو بھی صحابی کہا جائے گا کہ جس نے دن کے ایک لمحے میں بھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحبت اختیار کی ہو۔امام سخاوی نے فرمایا کہ لغوی اعتبار سے صحابی کا اطلاق ہراس شخص پر ہوگا کہ جس نے اتنی تھوڑی مدّت بھی صحبت اختیار کی ہو کہ جس پر صحبت کا اطلاق ہو سکے۔لہٰذا جن لوگوں کی صحبت بہت طویل اور جن کی مجالست بہت کثیر رہی ہو وہ تو بدرجۂ اولیٰ صحابی ہوں گے۔

(فتح المغیث للسخاوی،جلد۳ ؍صفحہ۸۶بحوالہ الاصابہ ص۷ جلد ا)

علمائے اصول کے نزدیک صحابی کی تعریف:امام ابو الحسین نے''معتمد''میں صحابی کی تعریف یوں کی کہ جو رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ طویل زمانے تک اتباع و پیروی کے طور پر اوران سے اخذ وتعلیم کے طور پر رہا ہواُسے صحابی کہیں گے۔لہٰذا جن لوگوں کی مجالست تو طویل تھی لیکن اتباع کا قصد نہ تھا یا مجالست طویل تو نہ تھی مگر اتباع کا قصد تھا تو ایسے لوگ صحابی نہ کہلائیں گے۔

علمائے حدیث کے نزدیک صحابی کی تعریف:-ابو المظفر سمعانی کے حوالے سے ابن صلاح نے یہ قول نقل کیا ہے کہ اصحاب حدیث لفظ صحابہ کا اطلاق ہر اُس شخص پر کرتے ہیں جس نے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کوئی روایت کی ہو اگرچہ وہ ایک حدیث یا ایک کلمہ ہی کیوں نہ ہو۔صحابی کے اس اطلاق کے دائرے میں مزید وسعت دیتے ہوئے یہ اصحاب حدیث فرماتے ہیں کہ جس نے انہیں ایک نظر ہی کیوں نہ دیکھا ہو وہ بھی صحابی کہلائے جانے کا

استحقاق رکھتا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مقام رفیع اس بات کا مقتضی ہے کہ ہر اُس شخص کو صحابی کا خطاب دیا جائے کہ جس نے آقا کو دیکھا ہو۔

تابعین کرام کے حوالے سے بھی کتابوں میں صحابی کی مختلف تعریفات ملتی ہیں:

حضرت سعید بن مسیّب فرماتے ہیں کہ صحابی اُسے کہیں گے کہ جس نے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ایک یا دو سال گزارے ہوں اور ان کے ساتھ ایک یا دو غزوات میں حصہ لیا ہو۔

امام واقدی نے فرمایا کہ میں نے اہل علم کا یہ قول دیکھا ہے کہ ہر وہ شخص جس نے آقا کو دیکھا ہو اس حال میں کہ وہ سن بلوغ کو پہنچ گیا ہو، اسلام لے آیا ہو، امور دینیہ کی سمجھ اُس کے اندر پیدا ہو گئی ہو اور وہ شریعت کو پسند کرتا ہو تو وہ ہمارے نزدیک صحابی ہے اگرچہ دن کی ایک گھڑی ہی میں اس نے آقا کی زیارت کیوں نہ کی ہو۔ یعنی اِن کے نزدیک صحابی ہونے کے لیے بالغ ہونا، مسلمان ہونا، مسائل شرعیہ کی فہم کا ہونا اور مذہب کا پسندیدہ ہونا شرط ہے۔

صحابی کی مذکورہ تمام اصطلاحی تعریفات کو نقل کرنے کے بعد علامہ ابن حجر عسقلانی نے ایک ایسی جامع تعریف فرمائی ہے کہ جس پر کوئی اعتراض واقع نہیں ہوتا اور وصفِ صحابیت سے متصف ہونے کا استحقاق رکھنے والے تمام حضرات اُس میں شامل ہو جاتے ہیں۔

صحابی کی صحیح تعریف:- جس نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اُن کی حیات طیبہ میں حالت ایمان میں ملاقات کی ہو اور اس کا خاتمہ بھی ایمان پر ہوا ہو تو اسے صحابی کہتے ہیں۔

اس تعریف کی رو سے وہ شخص بھی صحابہ کرام کی مقدس جماعت میں شامل ہو جائے گا کہ جس کی مجالست آقا کے ساتھ طویل رہی ہو، وہ بھی داخل ہوگا کہ جس کی کم رہی ہو۔ وہ بھی داخل ہوگا کہ جس نے ان سے روایت کی ہو یا روایت نہ کی ہو، آقا کے ساتھ غزوات میں شریک ہوا ہو یا نہ ہوا ہو۔ وہ لوگ بھی اس زمرے میں شامل ہو جائیں گے کہ جنہوں نے محض ایک ہی نظر دیکھا اور لمبی مجالست نہ رہی۔ اسی طرح وہ بھی صحابی کہلائے گا کہ جس نے انہیں کسی عرض عارض کی بنیاد پر نہ دیکھا ہو جیسے کے نابینا۔

مذکورہ تعریف ایک جنس اور دو فصلوں پر مشتمل ہے "من لقی النبی صلی الله علیه وسلم" یہ جنس ہے جس میں مسلم و کافر، بالغ و نابالغ ہر وہ شخص شامل ہے کہ جس نے اپنی زندگی میں آقا سے ملاقات کی ہو۔ لہٰذا وہ لوگ کہ جنہوں نے آقا کے وصال کے بعد اور تدفین سے پہلے آقا کو دیکھا تو وہ صحابی نہ کہلائے گا۔ جیسے ابو ذؤیب الہزلی شاعر کیونکہ اُنہوں نے آقا کو وصال کے بعد اور تدفین سے پہلے دیکھا تھا۔

"الایمان": ایمان مذکورہ تعریف میں فصل اول کی حیثیت رکھتا ہے کہ جس کی بنیاد پر وہ شخص مرتبۂ صحابیت پانے سے خارج ہو گیا کہ جس نے ایمان کی حالت میں آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت نہیں کی۔ اسی طرح وہ افراد کہ جو ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علاوہ دیگر انبیاء پر ایمان رکھتے تھے اور وہ اعلان نبوت سے پہلے ہی اس دنیا سے رخصت ہو گئے جیسے کہ اہل کتاب۔ یہ لوگ صحابی نہیں کہلائیں گے۔ اب رہ گئے وہ اہل کتاب کہ جنہوں نے اعلان نبوت اور نزول وحی سے پہلے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے

ملاقات بھی کی اور اس بات پر ایمان بھی رکھا کہ وہ عنقریب مبعوث ہوں گے۔ وہ اس زمرۂ صحابہ میں شامل کیے جائیں گے کہ نہیں؟ یہ محل احتمال ہے۔ جیسے کہ بحیرہ راہب وغیر ہم۔

"مات علیٰ اسلامه" اسلام ہی پر خاتمہ ہونے والی یہ قید اور شرط اس تاریخ میں فصل دوم کی حیثیت رکھتی ہے کہ جس سے وہ لوگ صحابی ہونے سے نکل گئے کہ جو آقا کے وصال کے بعد مرتد ہو گئے۔ اب رہ گئے وہ لوگ کہ جو آقا کے بعد مرتد ہوئے پھر اسلام لائے اور حالت اسلام ہی میں اُن کی موت واقع ہوئی ایسے لوگوں کو صحابی کہا جائے گا یا نہیں؟ تو اس سلسلہ میں حضرت امام شافعی اور حضرت امام اعظم کا موقف یہ ہے کہ ارتداد یہ صحبت سابقہ کو ختم کر دیتا ہے۔ جیسے کہ قرّہ بن میسرہ اور اشعث بن قیس ۔ یہ دونوں حضرات پہلے اسلام لائے پھر آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال کے بعد مُرتد ہو گئے پھر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے زمانے میں دوبارہ اسلام لائے۔ علامہ ابن حجر کے نزدیک ایسے لوگوں کو صحابی کے نام سے یاد کیا جائے گا۔ نیز محدثین نے اپنی مرویات میں انہیں صحابہ ہی کے نام سے درج کیا ہے۔

واضح رہے کہ یہ اختلاف اُن لوگوں کے بارے میں ہے کہ جو اسلام لانے کے بعد مُرتد ہوئے اور پھر اسلام لے آئے۔ البتہ وہ لوگ کہ جن کی موت ہی ارتداد پر ہوئی وہ بالاتفاق صحابی کہلانے کے مستحق نہیں جیسے حضرت اُمّ حبیبہ کا شوہر عبید اللہ بن جحش کہ یہ حضرت اُمّ حبیبہ کے ساتھ اسلام لایا، اُس کے بعد حبشہ کی طرف ہجرت کی مگر وہاں جا کر نصرانی ہو گیا اور اِسی حالت میں اُس کی موت واقع ہو گئی۔ اِسی طرح عبد اللہ بن خطل اور ربیعہ بن امیہ بن خلف۔

کیا ملائکہ میں سے بھی کوئی صحابی ہے؟ علامہ ابن حجر عسقلانی نے ملائکہ کے وصف صحابیت سے متصف ہونے کے سلسلے میں فرمایا کہ زُمرۂ صحابہ میں اُن کا داخل کرنا یہ محل نظر ہے اور اس کی وجہ بعض لوگوں نے یہ بیان کی کہ آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرشتوں کی طرف مبعوث نہیں ہوئے۔ جس کو امام فخر الدین رازی نے"اسرار التنزیل'' میں نقل فرمایا ہے۔ اس کے برخلاف علامہ تقی الدین سُبکی نے فرمایا کہ وہ اِن کی طرف مبعوث ہوئے ہیں۔ لہٰذا اس قول کی بنیاد پر یہ وصفِ صحابیت سے متصف کیے جاسکتے ہیں۔ بہر حال کسی فرشتے کا زُمرۂ صحابہ میں داخل ہونا یہ ایک مختلف فیہ مسئلہ ہے۔

کیا جن صحابی ہو سکتے ہیں؟ چونکہ جن اُن اجسام ہوائیہ لطیفہ کو کہتے ہیں کہ جو مختلف شکلیں اختیار کرنے پر قادر ہوتے ہیں اور جن سے حیرت انگیز افعال صادر ہوتے ہیں۔ اِن میں سے مومن بھی ہوتے ہیں اور کافر بھی۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا جنّات وصف صحابیت سے متصف ہو سکتے ہیں؟ اس سوال کا جواب دیتے ہوئے علامہ ابن حجر عسقلانی نے راجح قول پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ جنات کہ جنہوں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حالت ایمان میں دیکھا یا اُن کی زیارت کی تو وہ بلاشبہ صحابی کہلانے کے مستحق ہیں کیونکہ یہ بات قطعی اور یقینی ہیں کہ اللہ کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جن وانس دونوں کی طرف مبعوث ہوئے۔

صحابی کی شناخت کے طریقے: - کون صحابی ہے اور کون نہیں اس کی معرفت کے مندرجہ ذیل پانچ طریقے ہیں:

(۱) خبر متواتر سے ثبوت: کسی صحابی کا صحابی ہونا خبر متواتر

سے ثابت ہو۔ یعنی کسی کے صحابی ہونے کو اتنے لوگوں نے بتایا ہو کہ جن کا جھوٹ پر اجماع عقلاً و عادتاً محال ہو۔ ایسے لوگوں کا صحابی ہونا قطعی اور یقینی ہے جیسے خلفائے راشدین اور بقیہ عشرۂ مبشرہ۔

(۲) خبر مشہور اور خبر مستفیض سے ثبوت: یعنی وہ لوگ کہ جن کا صحابی ہونا خبر مشہور یا خبر مستفیض سے معلوم ہو جیسے کہ ضمام بن ثعلبہ اور عکاشہ بن محصن۔

(۳) قول صحابی سے ثبوت: یعنی کسی کے صحابی ہونے کے بارے میں کسی ایک صحابی نے روایت کی ہو اور بتایا ہو کہ فلاں صحابی ہے جیسے حممہ بن ابی حممہ دوسی جن کے صحابی ہونے کے بارے میں حضرت ابوموسیٰ اشعری نے گواہی دی۔

(۴) قول تابعی سے ثبوت: کسی تابعی نے یہ خبر دی ہو کہ فلاں صحابی ہے۔

(۵) خود اپنے قول سے ثبوت: کسی عادل وثقہ ایسے شخص نے کہ جس نے آقا کا زمانہ پایا ہو اُس نے خود اپنے بارے میں یہ خبر دی ہو کہ میں صحابی رسول ہوں تو اُس کی عدالت و ثقاہت اور معاصرت رسول کے ثبوت کے بعد اُسے صحابی مانا جائے گا۔

اس سلسلہ میں علامہ ابن حجر عسقلانی نے ایک ایسا جامع ضابطہ نقل کیا ہے کہ جس کی بنیاد پر صحابہ کرام کی اس مقدس جماعت میں کثیر افراد داخل ہو سکتے ہیں۔ یہ ضابطہ تین نشانیوں پر مشتمل ہے۔ لہٰذا اُن تین نشانیاں کی بنیاد پر کثیر افراد زُمرۂ صحابہ میں داخل ہو جائیں گے۔

(۱) چونکہ غزوات میں صرف صحابہ کرام ہی شامل ہوتے تھے۔ لہٰذا جن کا مرتد ہونا ثابت ہو جائے انہیں چھوڑ کر بقیہ جتنے بھی لوگ جنگوں میں شامل ہوئے وہ سب صحابی ہی ہوں گے۔

(۲) حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے فرمایا کہ کوئی بھی بچہ پیدا ہوتا تو اُسے آقا کی بارگاہ میں لایا جاتا۔ آقا اُس کے لیے دعا فرماتے۔ اس قول کی بنیاد پر بھی صحابہ کرام کی تعداد بہت زیادہ ہوگی۔

(۳) مدینہ شریف، مکہ شریف، طائف اور اُس کے اِردگرد کے جتنے بھی خطے ہیں اُن میں رہنے والے سارے لوگ ہی اسلام لائے اور حجۃ الوداع کے موقع پر شریک ہوئے۔ ایسی صورت میں جن لوگوں نے بھی آقا کو اس حج کے موقع پر دیکھا وہ زُمرۂ صحابہ ہی میں داخل ہونگے اگر چہ آقا نے اُن کو نہ دیکھا ہو۔

مذکورہ ضابطے سے یہ اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ صحابہ کرام کی تعداد بلاشبہ بہت زیادہ ہے اگر چہ ہمیں تفصیل کے ساتھ اُن کے نام اور اُن کی معیّن تعداد معلوم نہ ہو۔

صحابہ کا مقام و مرتبہ: - صحابہ کرام کو اللہ رب العزت نے بہت ہی عظیم مرتبہ عطا فرمایا ہے۔ اِن کی عظمت و رفعت کا اندازہ اِسی بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ تمام صحابہ کرام بالاتفاق ایسے عادل وثقہ ہیں کہ اِن میں سے کسی کی عدالت کے سلسلہ میں نہ تو کوئی سوال کیا جاسکتا ہے اور نہ ہی کوئی تفتیش۔ صحابۂ کرام کے عادل ہونے اور اِن کی عدالت پر قرآن وحدیث میں بہت سے دلائل موجود ہیں اس کے ساتھ ہی ان کی عدالت اجماع امت سے بھی ثابت ہے۔

عدالت صحابہ قرآن کی روشنی میں

قرآن کریم میں کئی جگہوں پر ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم کے اِن پاکباز ساتھیوں کی تعریف وتوصیف کی گئی اور اِن کی عدالت کے بارے میں بتایا گیا۔اِن میں سے چند آیات یہاں پر نقل کی جارہی ہیں:

(۱) محمد رسول الله والذین معه اشداء علی الکفار رحماء بینهم، تراهم رکعا سجدا یبتغون فضلا من الله ورضوانا، سیماهم فی وجوههم من اثر السجود، ذلك مثلهم فی التوراة، ومثلهم فی الانجیل کزرع اخرج شطأه۔ فآزره فاستغلظ فاستوی علیٰ سوقه یعجب الزراع لیغیظ بهم الکفار، وعد الله الذین آمنوا و عملوا الصٰلحٰت منهم مغفرة واجرا عظیما۔(الفتح ۲۹)

ترجمہ:- محمد اللہ کے رسول ہیں اوران کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل۔تو انہیں دیکھا گا رکوع کرتے سجدے میں گرتے۔اللہ کا فضل ورضا چاہتے۔اُن کی علامت اُن کے چہروں میں ہے سجدوں کے نشان سے۔یہ اُن کی صفت توریت میں ہے اوراُن کی صفت انجیل میں۔جیسے ایک کھیتی اُس نے اپنا پٹھا نکالا پھراُسے طاقت دی پھر دبیز ہوئی پھر اپنی ساق پر سیدھی کھڑی ہوئی کسانوں کو بھلی لگتی ہے تاکہ اُن سے کافروں کے دل جلیں۔اللہ نے وعدہ کیا اُن سے جو اُن میں ایمان اور اچھے کاموں والے ہیں بخشش اور بڑے ثواب کا۔(کنزالایمان)

(۲) للفقراء المهاجرین الذین اخرجوا من دیارهم واموالهم یبتغون فضلا من الله ورضوانا، وینصرون الله ورسوله اولئك هم الصٰدقون۔ والذین تبوأ وا الدار والایمان من قبلهم یحبون من هاجر الیهم ولا یجدون فی صدورهم حاجة مما اوتوا ویوثرون علی انفسهم ولو کان بهم خصاصة ومن یوق شح نفسه فاولئك هم المفلحون۔(الحشر۸–۹)

ترجمہ:- اِن فقیر ہجرت کرنے والوں کے لیے جو اپنے گھروں اور مالوں سے نکالے گئے۔اللہ کا فضل اوراُس کی رضا چاہتے اوراللہ ورسول کی مدد کرتے۔وہی سچے ہیں اورجنہوں نے پہلے سے اِس شہر اور ایمان میں گھر بنا لیا دوست رکھتے ہیں اُنہیں جو اُن کی طرف ہجرت کرکے گئے اوراپنے دلوں میں کوئی حاجت نہیں پاتے اُس چیز کی جو دیئے گئے اوراپنی جانوں پراُن کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ انہیں شدید محتاجی ہو اور جو اپنے نفس کے لالچ سے بچایا گیا تو وہی کامیاب ہیں۔(کنزالایمان)

(۳) والذین آمنوا وهاجروا وجاهدوا فی سبیل الله والذین اٰووا وّنصروا اولئك هم المومنون۔ حقا لهم مغفرة ورزق کریم۔(الانفال ۷٤)

ترجمہ: اوروہ جو ایمان لائے اورہجرت کی اوراللہ کی راہ میں لڑے اورجنہوں نے جگہ دی اور مدد کی وہی سچے ایمان والے ہیں۔ اُن کے لیے بخشش ہے اورعزت کی روزی۔(کنزالایمان)

(٤) لقد رضی الله عن المؤمنین اذیبایعونك تحت الشجرة فعلم ما فی قلوبهم، فانزل السکینة علیهم واثابهم فتحا قریبا۔(الفتح ۱۸)

ترجمہ:- بے شک اللہ راضی ہوا ایمان والوں سے جب وہ اُس پیڑ کے نیچے تمہاری بیعت کرتے تھے۔تو اللہ نے جانا جو اُن کے دلوں

میں ہے تو اُن پر اطمینان اتارا اور انہیں جلد آنے والی فتح کا انعام دیا۔(کنزالایمان)

(۵)یاایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصٰدقین۔(التوبۃ۱۱۸)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو۔ (کنزالایمان)

(۶)والسٰبقون الاولون من المھٰجرین والانصار والذین اتبعوھم باحسان رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ واعد لھم جنٰت تجری تحتھا الانھار خٰلدین فیھا ابدا ذلک الفوز العظیم۔(التوبۃ ۱۰۰)

ترجمہ: اور سب میں اگلے پہلے مہاجر اور انصار اور جو بھلائی کے ساتھ اُن کے پیرو ہوئے۔ اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی اور ان کے لیے تیار کر رکھے ہیں باغ جن کے نیچے نہریں بہیں ہمیشہ ہمیشہ اُن میں رہیں یہی بڑی کامیابی ہے۔(کنزالایمان)

(۷)وکذٰلک جعلنٰکم امۃ وسطا۔(البقرۃ ۱۴۳)

ترجمہ: اور بات یوں ہی ہے کہ ہم نے تمہیں کیا سب امتوں میں افضل۔(کنزالایمان)

(۸)کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر وتومنون باللہ۔(آل عمران ۱۱۰)

ترجمہ: تم بہتر ہو اُن سب امتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔(کنزالایمان)

(۹)وجاھدوا فی اللہ حق جھادہ ھوا جتبٰکم وما جعل علیکم فی الدین من حرج ملۃ ابیکم ابراھیم ھو سمّٰکم المسلمین من قبل وفی ھذا لیکون الرسول شھیدا علیکم وتکونوا شھداء علی الناس۔(الحج ۷۸)

ترجمہ: اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو جیسا حق ہے جہاد کرنے کا۔ اُس نے تمہیں پسند کیا اور تم پر دین میں کچھ تنگی نہ رکھی۔ تمہارے باپ ابراہیم کا دین۔ اللہ نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے اگلی کتابوں میں اور اس قرآن میں تاکہ رسول تمہارا نگہبان اور گواہ ہو اور تم اور لوگوں پر گواہی دو۔(کنزالایمان)

(۱۰)قل الحمد للہ وسلٰم علی عبادہ الذین اصطفی۔(النمل ۵۹)

ترجمہ: تم کہو سب خوبیاں اللہ کو اور سلام اُس کے چنے ہوئے بندے پر۔(کنزالایمان)

"عبادہ الذین اصطفی" اللہ کے وہ بندے کہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے چُن لیا ہے یہ کون لوگ ہیں؟ اِس سلسلہ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ ان سے مراد نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقدس صحابہ کرام ہیں کہ جنہیں اللہ تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے منتخب فرمایا۔

عدالت صحابہ احادیث کریمہ کی روشنی میں: جن لوگوں نے ہوش و ایمان کی حالت میں آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا یا آقا کی صحبت میں حاضر ہوئے پھر ایمان پر ہی اُن کا خاتمہ بھی ہوا ایسے لوگوں کی عدالت قرآن سے بھی ثابت ہے، احادیث کریمہ سے بھی اور اجماع امت سے بھی۔ صحابۂ کرام کی عظمت و رفعت اور

فضائل ومناقب کے سلسلہ میں بہت سی احادیث کریمہ موجود ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ وہ مقدس جماعت ہے جو تمام مسلمانوں سے افضل ہے۔روئے زمین کے سارے ولی ،غوث،قطب اور ابدال کسی ایک صحابی کے گردِقدم تک نہیں پہنچ سکتے ۔اس سلسلہ میں چند احادیث کریمہ ذیل میں نقل کی جاتی ہیں:

(۱) عن ابی سعید عن النبی۔علیه السلام۔ قال: لا تسبوا اصحابی،فوالذی نفسی بیده لو ان احدکم انفق مثل احد ذهبا ما ادرك مد احدهم ولا نصیفه۔(بخاری،کتاب فضائل الصحابة)

ترجمه :- حضرت ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے صحابہ کو بُرا نہ کہو کیونکہ اگر تم میں سے کوئی شخص اُحد پہاڑ کے برابر بھی سونا خیرات کرے تو وہ اِن صحابہ میں سے کسی ایک کے ایک مُد کو بھی نہ پہونچے اور نہ آدھے مُد کو۔(چار مُد کا ایک صاع ہوتا ہے ایک صاع ساڑھے چار سیر کا تو اس لحاظ سے ایک مُد ایک سیر آدھ پاؤ کا ہوا یعنی تقریباً سوا سیر)

واضح رہے کہ یہاں یہ خطاب حضرت خالد بن ولید اور اُن کے اُن ساتھیوں سے ہے کہ جو صلح حدیبیہ اور فتح مکہ کے موقع پر ایمان لائے ۔اب آپ اندازہ لگائیں کہ جب حضرت خالد بن ولید جیسے صحابۂ کرام کا اللہ کی راہ میں اُحد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرنا اللہ کے نزدیک ان صحابہ کرام کے اس ایک مُد یا آدھے مُد کے برابر نہیں کہ جو انہوں نے ابتدائے اسلام میں راہِ خدا میں خرچ کیا تو پھر بعد کے عام مسلمان صحابہ کرام کے مثل کیسے ہو سکتے ہیں؟اور یہ مقدس صحابہ کرام فقہ وفتاویٰ میں صواب ودرستگی سے کیسے محروم کیے جاسکتے ہیں؟

(۲) وعن عبد الله بن مغفل المزنی قال: قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم: الله الله فی اصحابی، الله الله فی اصحابی لا تتخذوهم غرضا بعدی، فمن احبهم فبحبی احبهم، ومن ابغضهم فببغضی ابغضهم، ومن آذاهم فقد آذانی ومن آذانی فقد آذی الله، ومن آذی الله فیوشك ان یا خذه۔

(ترمذی جلد٥ ٦٥٣/ کتاب المناقب)

ترجمه:- حضرت عبداللہ ابن مغفل سے روایت ہے کہ آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشادگرامی ہے کہ میرے صحابہ کے سلسلہ میں اللہ سے ڈرو!اللہ سے ڈرو! میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرو! میرے بعد انہیں نشانۂ تنقید وتنقیص نہ بناؤ کیونکہ جس نے اُن سے محبت کی تو میری محبت کی وجہ سے اُن سے محبت کی اور جس نے اُن سے بغض رکھا تو میرے بغض کی وجہ سے اُن سے بغض رکھا اور جس نے انہیں ستایا اُس نے مجھے ستایا اور جس نے مجھے ستایا اُس نے اللہ کو ایذا پہونچائی اور جس نے اللہ کو ایذا دی تو بہت جلد اللہ اُس کی گرفت فرمائے گا۔

خلاصہ یہ ہے کہ صحابۂ کرام کی عداوت اللہ ورسول سے عداوت ودشمنی اور بغض وکینہ رکھنے کی علامت ہے۔

(۳) عن ابی بُرده عن ابیه قال: رفع یعنی النبی صلی الله علیه وسلم رأسه الی السماء وکان کثیرا مما یرفع رأسه الی السماء ، قال النجوم امنة لاهل السماء، فاذا ذهبت النجوم اتی اهل السماء ما یوعدون وانا امنة لا صحابی، فاذا ذهبت اتی اصحابی ما یوعدون، واصحابی امنة لا متی، فاذا ذهب اصحابی اتی امتی ما یوعدون۔

(مسلم جلد ۳/ ۱۹۶۱ کتاب فضائل الصحابة)

ترجمہ:- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند حضرت ابوبُردہ اپنے والد سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا سرِ مبارک آسمان کی طرف اُٹھایا اور آقا اکثر اپنا سرِ مبارک آسمان کی طرف اٹھاتے تھے۔ اُس کے بعد آقا نے ارشاد فرمایا کہ تارے آسمان کے لئے امان ہیں لہٰذا جب تارے جاتے رہیں گے تو آسمان والوں کو وہ پہونچے گا جس کا اُن سے وعدہ ہے اور میں اپنے صحابہ کے لیے امان ہوں تو جب میں چلا جاؤں گا تو میرے صحابہ پر وہ گزرے گا جس کا اُن سے وعدہ ہے اور میرے صحابہ میری امت کے لیے امان ہیں جب میرے صحابہ چلے جائیں گے تو میری اُمت کو وہ پہونچے گا جن کا اُن سے وعدہ ہے۔

واضح رہے کہ قیامت میں پہلے تارے جھڑیں گے پھر آسمان پھٹیں گے اِس لیے جب تک آسمان پر تارے ہیں تو آسمان محفوظ ہیں اِسی طرح جب تک آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ظاہری حیات میں صحابہ کے درمیان موجود رہے صحابہ کرام آپسی لڑائی جھگڑوں سے محفوظ رہے۔ اِسی طرح جب تک صحابہ کرام موجود رہے تب تک فتنے اتنے عام نہ ہوئے مگر جیسے ہی دورِ صحابہ ختم ہوا دین میں بگاڑ وفساد اور فتنے بے انتہاء پیدا ہو گئے۔

(٤)عن عمران بن حصين قال: قال رسول الله ﷺ خير امتی القرن الذی بعثت فيهم، ثم الذين يلونهم، ثم الذين يلونهم۔(مسلم ،كتاب فضائل الصحابة)

ترجمہ:- حضرت عمران بن حصین سے روایت ہے کہ آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری اُمت میں سب سے بہترین جماعت وہ ہے کہ جس میں میں مبعوث ہوا۔ پھر وہ لوگ جو اُس سے قریب ہوں پھر وہ جو اُن سے قریب ہوں۔

اس حدیث پاک میں پہلے قرن سے مراد صحابہ کرام، دوسرے سے تابعین تیسرے سے تبع تابعین۔ زمانۂ صحابہ ظہور نبوت سے ۱۲۰؍سال تک رہا یعنی ۱۰۰؍ہجری تک، زمانۂ تابعین ۱۰۰؍سے ۱۷۰؍ہجری تک اور زمانۂ تبع تابعین ۱۷۰؍ہجری سے ۲۲۰؍ہجری تک (مرأۃ المناجیح جلد ۶؍صفحہ ۳۳۹)

اس حدیث پاک سے تمام صحابہ کرام کا عادل و اخیار ہونا مطلقاً ثابت ہے۔ اور جتنے بھی خیر اور بھلائی کے ابواب و میدان ہیں سبھی میں صحابہ کرام کا عادل، مظفر، منصور اور اخیار ہونا ثابت ہے۔

عدالت صحابہ اقوال ائمہ کی روشنی میں:- امام نووی فرماتے ہیں کہ الصحابة كلهم عدول یعنی تمام صحابہ عادل وثقہ ہیں۔

امام الحرمین فرماتے ہیں کہ اُن کی عدالت کے سلسلہ میں تحقیق وتفتیش نہ کئے جانے کا سبب یہ ہے کہ یہ صحابہ کرام شریعت کے علمبردار ہیں لہٰذا اگر اِن کی روایت میں تفتیش عدالت کی بنیاد پر توقف ہو جائے تو شریعت مطہرہ آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے ہی تک محدود ہو جائے گی۔

حضرت ابوزرعہ فرماتے ہیں کہ اگر تم کسی شخص کو کسی صحابیِ رسول کی شان میں گستاخی کرتے ہوئے دیکھو تو جان لو کہ وہ بلا شبہ زندیق ہے کیونکہ ہمارے رسول حق، قرآن حق اور جو کچھ آقا لے کر آئے وہ حق اور یہ تمام چیزیں ہمیں صحابہ کرام ہی نے عطا فرمائیں۔ یہ زندیق چاہتے ہیں کہ صحابہ کرام کو مجروح قرار دے کر قرآن و حدیث کے نصوص کو ہی مجروح کر ڈالیں۔

امام ابن صلاح کا قول ہے کہ تمام صحابہ کرام کی عدالت پر پوری امت کا اجماع ہے۔اب رہ گیا معاملہ حضرت علی اور حضرت معاویہ جیسے چند صحابہ کے درمیان ہونے والے مشاجرات کا تو اِن کا ثبوت علم تاریخ وغیرہ سے ہے جو صرف ظن کا افادہ کرتے ہیں لہٰذا ثبوت ظنّی ،ثبوت قطعی کی تردید نہیں کرسکتا۔امام مالک فرماتے ہیں کہ جو کسی صحابی کی شان میں گستاخی کرے اُس کا فئی مسلم میں کوئی حق نہیں۔

تفضیل صحابہ اور عقیدۂ اہل سنت-یوں تو صحابہ کرام کی تعداد تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے۔(مرأۃ المناجح ،جلد ۷)اسی کے ساتھ ماقبل میں یہ بات بھی ثابت ہو چکی ہے کہ تمام صحابہ کرام عادل وثقہ ہیں۔مگر اب سوال اس بات کا ہے کہ ان صحابہ کرام میں سب سے افضل صحابی کون سے ہیں؟ تو اس سلسلہ میں ہم اہل سنت و جماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد مطلقاً سب سے افضل صحابی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور اُن کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔اِن دونوں کی افضلیت پر اہل سنت کا اجماع قائم ہے ۔اس اجماع کو نقل کرنے والے ابوالعباس قرطبی فرماتے ہیں کہ ائمۂ سلف وخلف میں سے کسی کا اس سلسلہ میں کوئی اختلاف نہیں اور اہل تشیع اور اہل بدعت کے اقوال کی کوئی حیثیت نہیں۔حضرت امام شافعی نے بھی صحابہ کرام اور تابعین حضرات کا تفضیل شیخین پر اجماع نقل کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کے افضل ہونے کے سلسلہ میں صحابہ کرام اور تابعین میں سے کسی کا کوئی اختلاف نہیں البتہ حضرت علی اور حضرت عثمان میں سے کس کو کس پر افضلیت حاصل ہے اس میں ضرور بعض لوگوں کا اختلاف ہے۔مگر زیادہ تر اہل سنت کا رجحان اس طرف ہے کہ خلفائے راشدین میں افضلیت کا اعتبار اُن کی خلافت کے اعتبار سے ہے۔یعنی سب سے پہلے حضرت ابوبکر پھر حضرت عمر پھر حضرت عثمان پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

حضرت ابوبکر کی افضلیت کے سلسلہ میں حضرت امام بخاری نے حضرت عمرو بن عاص کے حوالے سے ایک روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے جب آقا علیہ السلام سے سوال کیا کہ آپ کے نزدیک لوگوں میں سب سے افضل کون ہے؟ تو آقا علیہ السلام نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اِن کے والد محترم !یعنی حضرت ابوبکر اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے بخاری شریف میں ایک روایت اس طرح درج ہے کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں حضرت ابوبکر کے برابر کسی کو نہ گردانتے ،اُن کے بعد حضرت عمر کے برابر اور اُن کے بعد حضرت عثمان کے برابر کسی کو نہ سمجھتے تھے۔

محمد بن حنفیہ کی روایت میں یہ ہے کہ میں نے اپنے والد صاحب سے پوچھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے افضل کون ہے؟ تو انہوں نے حضرت ابوبکر کا نام لیا۔میں نے کہا کہ اُن کے بعد تو اُنہوں نے حضرت عمر کا نام لیا۔مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں حضرت عمر کے بعد وہ حضرت عثمان کا نام نہ لے لیں اس لیے میں نے جلدی سے کہا کہ عمر کے بعد آپ؟ تو حضرت علی نے فرمایا میں تو مسلمانوں کا صرف ایک فرد ہوں۔ان روایات سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ تمام صحابہ میں سب سے افضل حضرت ابوبکر پھر حضرت عمر پھر حضرت عثمان غنی اور پھر حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم ہیں۔(جاری)

ھماری ڈاک

مخدوم گرامی، آبروئے سنیت، معمار قوم وملت نبیرۂ اعلیٰ حضرت، حضرت علامہ الحاج الشاہ محمد سبحان رضا خاں سبحانی میاں دامت برکاتہم القدسیہ، سجادہ نشین آستانہ عالیہ رضویہ بریلی شریف

سلام مسنون!

باعافیت ہوں۔ خدائے تعالیٰ بطفیل مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ کو بھی سلامت رکھے۔ آپ کی اعلیٰ ادارت میں نکلنے والا ماہنامہ اعلیٰ حضرت جو خدمات انجام دے رہا ہے وہ قابل قدر اور ناقابل فراموش ہیں۔ ماہ فروری ۲۰۱۷ء کا تازہ شمارہ حسین وجمیل سرِ ورق اور پاکیزہ مضامین کے ساتھ موصول ہوا۔ شمارے کے مطالعے سے تخمینہ لگا کہ مدیر اعلیٰ حضور شہزادۂ ریحان ملت، نائب مدیر اعلیٰ حضور احسن میاں، مدیر قاری عبد الرحمٰن، مدیر معاون ڈاکٹر اعجاز انجم، مدیر اعزازی مفتی سلیم صاحبان جامعیت سے ماہنامہ میں بہتر اور خوشنما مضامین کا گلدستہ آراستہ کرتے ہیں یہی بنیادی محنت وکاوش ہے کہ ہر شمارہ یوما فیوما بلندی کی اونچی منزلوں پا گامزن ہے۔ جس کی خوشبو سے عالم اسلام مہک رہا ہے۔

خدا دے اور قوت بازوئے سبحاں رضا خاں کو
نظام منظر و مسجد رسالہ کیا سنبھالا ہے

بریلی شریف خانقاہ عالیہ کی حاضری سال بسال ہوتی رہتی ہے۔ ۲۰۱۲ء سے فقیر ہر سال عرس رضوی کے پُر بہار اور حسین موقع پر آپ کا دیدار کرتا رہتا ہے۔ کبھی کبھی دست بوسی اور قدم بوسی کا حسین موقع بھی مل جاتا ہے تو کبھی دُور ہی سے نظارہ ہو جاتا ہے۔

۱۰ رسال کی عمر میں حضور مفسر اعظم کا جلوہ دیکھ کر گھر میں ہی مرید ہوا اور درِ رضا کا گدا بن گیا۔ راز دار شریعت استاذی ریحان ملت، بحر العلوم حضرت علامہ مفتی افضل حسین مونگیری، مفتی احسان علی اور مفتی جہانگیر علیہم الرحمۃ والرضوان میرے مشفق استاذ ہیں۔ آپ کے دادا حضور مفسر اعظم ہند کے چہلم کی تقریب میں آپ کے والد گرامی اور میرے استاذ محترم ریحان ملت حضرت علامہ ریحان رضا خاں علیہ الرحمۃ والرضوان نے سیدی سرکار مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے حکم پر لاثانی تقریر فرمائی تھی۔ میں شروع ہی سے ماہنامہ اعلیٰ حضرت کا ممبر ہوں اور دوسروں کو بھی ممبر بننے کی ترغیب دیتا ہوں۔ جامعہ رضویہ منظر اسلام آپ کی نظامت میں اب روز بروز عروج وارتقاء کی منزلیں طے کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو سلامت رکھے اور آپ کے رفقائے کرام کی حفاظت فرمائے۔ آمین

گدائے سبحانی

محمد سلیم الرحمٰن رضوی، رضا نگر بنگوا پورنیہ بہار

قلمکار حضرات توجہ فرمائیں

ہم اپنے معزز قلمکار حضرات کی بارگاہ میں یہ عریضہ پیش کرتے ہیں کہ آپ حضرات اپنے مضامین اِن پیج اردو میں کمپوز کرا کر بنا سیٹنگ کیئے مندرجہ ذیل ای میل پر ارسال فرمائیں.

E-mail:-mahnamaalahazrat@gmail.com

saleembly@gmail.com

عرس خواجہ غریب نواز کے موقع پر قوم کے نام حضور صاحب سجادہ کا ایک اہم

پیغام

حامداً و مصلیاً و مسلماً!

سرزمین ہندوستان، صوفیائے کرام کی تعلیم رشد و ہدایت کی ابدی نعمتوں، خانقاہی نظام کی جلوہ سامانیوں، اولیائے عظام کے روحانی جلووں اور علمائے اہلسنت کی مخلصانہ دعوت وتبلیغ کے روشن و منور نقوش سے ہمیشہ درخشاں وتاباں رہی ہے۔ اس سرزمین ہند پر اسلامی افکار و نظریات کے لہلہاتے گلشن سدا بہار میں جہاں سلطان الہند حضرت سیدنا خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ، آپ کے خلفاء، اور دیگر خواجگان چشت کی مخلصانہ دعوت وتبلیغ کے خوش نما گلہائے رنگا رنگ نظر آتے ہیں تو وہیں اس میں سرکاران بلگرام و کالپی، مشائخ مارہرہ و مسولی اور علمائے بریلی جیسے قادری بزرگوں کی انتھک کوششوں کے دل کش بیل بوٹے بھی دکھائی دیتے ہیں۔ اس لالہ زار کو معطر بنانے میں جہاں مشائخ نقش بند نے شب و روز جد و جہد کی ہے وہیں اس کی حنا بندی کرنے میں سہروردی بزرگوں نے بھی بے پناہ قربانیاں پیش کی ہیں۔ سرکار خواجہ غریب نواز کے گلستان ہند کی رعنائیوں کی حفاظت و پاسبانی میں جہاں خانوادۂ محدث دہلوی، علمائے فرنگی محلی اور افاضل خیرآبادی نے بے انتہا قربانیاں پیش کی ہیں تو وہیں اس سلسلہ میں میرے جد کریم سیدنا سرکار اعلیٰ حضرت، ان کے خلفاء و شہزادگان اور دیگر مشائخ خانوادۂ رضویہ کی بے مثال قربانیوں کو بھی ہرگز ہرگز فراموش نہیں کیا جا سکتا بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ اگر ہندستان میں اسلام خواجہ غریب نواز جیسے اولیائے کرام اور صوفیائے عظام نے پھیلایا ہے تو اس کی حقیقی حفاظت و پاسبانی کا فریضہ ماضی قریب میں سرکار اعلیٰ حضرت اور ان سے وابستہ علمائے کرام نے انجام دیا ہے۔ بلاشبہ اسلامیان ہند ان عبقری شخصیاتِ اسلام کے ساتھ سلطان الہند حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے احسانات سے کبھی بھی عہدہ برآں نہیں ہو سکتے۔ کیوں کہ حضرت خواجہ غریب نواز نے ہندستان جیسی سرزمین کفر و شرک کو اسلام کی لازوال نعمتوں سے سرفراز کرنے کے لئے بے حساب خدمات انجام دی ہیں جنہیں رہتی دنیا تک کبھی بھی بھلایا نہیں جا سکتا۔ اس لئے عرس خواجہ غریب نواز کے موقع پر ہم تمام اہل سنت کو سلطان الہند کی بارگاہ میں اپنی عقیدتوں کا خراج پیش کرنے کے لئے ان کی یاد میں مجلسیں، ایصال ثواب کی محفلیں اور جلسے منعقد کر کے اپنی نئی نسل کو ان کی ان خدمات سے روشناس کرانا چاہئے۔ سیدنا سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں روحانی خطوط پر دینی خدمات انجام دیں جو مالک ہندوستان سلطان الہند سیدنا سرکار خواجہ غریب نواز اور دیگر بزرگان دین و صوفیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے متعین فرمائے اس لئے ہمیں بھی انہیں بزرگوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے دینی و مذہبی خدمات انجام دینا چاہئے۔

فقیر قادری محمد سبحان رضا خاں "سبحانی" غفرلہ القوی

خادم آستانہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف

Monthly "**Aala Hazrat**" Urdu Magazine
84, Saudagran Street, Bareilly 243003-(U.P.)
Ph.: 2555624, 2575683-(Office)
Fax : 2574627 (0091-581)

R.N.P. NO. 6802/60 N.I.C.
POSTEL REGD. NO. U.P./BR-175/15-17
PUBLISHING DATE : 14th
POSTING DATE : 18th] EVRY ADVANCE MONTH
PAGES : 64 PAGE WITH COVER WEIGHT : 80 GRM

Rs. 20/- Editor : Mohammad Subhan Raza Khan (Subhani Mian) May- 2017

دعوت خیر

طالبان علوم نبویہ کے قیام وطعام، منظر اسلام کے تمام شعبوں کے عروج وارتقا، دارالافتا کے عمدہ واحسن انتظام، لائبریریوں کی آرائش وزیبائش، ماہنامہ اعلیٰ حضرت کی مسلسل اشاعت، رضا مسجد کی زیب وزینت، خانقاہ رضویہ کی تب وتاب اور عرس رضوی کے وسیع انتظامات میں دل کھول کر حصہ لیں -

Printed Published & Owned by Mohammad Subhan Raza Khan "Subhani Mian" Printed at Raza Barqi Press, Moh. Saudagran Bareilly & Published at Office of Monthly Aala Hazrat 84, Saudagran Street Bareilly (U.P.)